اَللّٰہُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ مَثَلُ نُوۡرِہٖ کَمِشۡکٰوۃٍ فِیۡہَا مِصۡبَاحٌ

مشکوۃ

MONTHLY MISHKAT

MAJLIS KHUDDAM-UL-AHMADIYYA
BHARAT

اس شمارہ میں خاص

- حضرت چودھری فتح محمد سیال صاحبؓ احمدیت کے پہلے مبلغ
- ہمیں جو کچھ ملنا ہے قرآن کریم کی برکت سے ہی ملنا ہے
- دیو بند سے قادیان تک

جلد 7 جولائی 2023 - وفا 1402 - ذی الحجہ 1444 / محرم 1445 شمارہ 07

جلسہ حفظان صحت مجلس خدام الاحمدیہ عثمان آباد مہاراشٹرا

دعائیہ خطوط بخدمت حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ از خدام الاحمدیہ محمود آباد اڈیشہ

سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ ضلع کولگام زون A کشمیر

وقار عمل مجلس خدام الاحمدیہ محمود آباد کشمیر

سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ ضلع بنگلور کرناٹک

سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ ضلع شموگہ وچترادُرگ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

اَللّٰہُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ مَثَلُ نُوۡرِہٖ کَمِشۡکٰوۃٍ فِیۡہَا مِصۡبَاحٌ

مِشکوٰۃ

MONTHLY MISHKAT

"قوموں کی اصلاح
نوجوانوں کی اصلاح
کے بغیر نہیں ہوسکتی"

(بانی تنظیم مجلس خدام الاحمدیہ)

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ترجمان

MAJLIS KHUDDAM-UL-AHMADIYYA BHARAT

نگران: کے طارق احمد صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

ایڈیٹر

نیاز احمد نائک

نائبین

تبریز احمد سلیجہ، اطہر احمد شمیم
ریحان احمد شیخ، محمد کاشف خالد

مینیجر

سید عبدالہادی

مجلس ادارت

بلال احمد آہنگر، مرشد احمد ڈار
عمر عبدالقدیر، ناصر الدین حامد
صالح احمد، اعجاز احمد میر

ڈیزائننگ

محمد ضیاء الدین، کامران شریف
نیّر احمد، صباح الدین شمس

دفتری امور

سید حارث احمد، مجاہد احمد سلیجہ

مقام اشاعت

دفتر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

سالانہ بدل اشتراک

اندرون ملک	₹ 220
بیرون ملک	$ 150
قیمت فی پرچہ	₹ 20

فہرست مضامین

اداریہ	2
قرآن کریم / انفاخ النبی / کلام الامام المہدی / امام وقت کی آواز	3
خلاصہ خطبات جمعہ ماہِ مئی 2023ء	4
حضرت چودھری فتح محمد سیال صاحبؓ احمدیت کے پہلے مبلغ	9
ہمیں جو کچھ ملنا ہے قرآن کریم کی برکت سے ہی ملنا ہے	14
دیوبند سے قادیان تک	22
گوشۂ ادب	26
بنیادی مسائل کے جوابات (قسط 41)	27
بزم اطفال	32
Diary Dose	34
فتاویٰ مصلح موعودؓ	35
Health & Fitness/Mishkat Archives	36
Summary of the Friday Sermon on 05 May 2023	40

مضمون نگار حضرات کے افکار و خیالات سے رسالہ کا اتفاق ضروری نہیں ہے

Printed and Published by Mohammad Nooruddin M.A, B.Lib and owned by Majlis Khuddam-ul Ahmadiyya Bharat Qadian and Printed at Fazl e Umar Printing Press, Harchowal Road, Qadian Distt. Gurdaspur 143516 Punjab India, and Published at Office Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya Bharat, P.O Qadian, Distt. Gurdaspur 143516 Punjab India. Editor Niyaz Ahmad Naik

اداریہ

یاالٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے

قرآن کریم وہ مقدس کتاب ہے جس میں انسان کی ہر طرح کی دینی و دنیوی ضرورتوں کا خیال رکھا گیا ہے۔ انسان کی روحانی صحت اور جسمانی صحت دونوں کے لئے احکامات دئے گئے ہیں۔قرآن کریم میں حلال و حرام کی بہت ہی مفصل و مدلل تعلیم بیان ہوئی ہے۔ انسان جو کچھ کھاتا ہے اسکا اثر اسکے جسم اور روح دونوں پر پڑتا ہے۔ اسلئے اسلام نے یہ تعلیم دی ہے کہ حلال اور طیب اشیاء کھاؤ۔ حلال کے ساتھ طیب کی شرط لگا کر اسلام نے یہ تعلیم دی ہے کہ جو جو چیزیں انسان کی طبیعت کے موافق نہیں وہ نہیں کھانی چاہئے۔ پھر انسانی صحت کو برقرار رکھنے کے لئے اسلام نے کم کھانے کی تاکید کی ہے اور اسراف سے منع فرمایا ہے۔ حضرت رسول کریمؐ نے بھی فرمایا ہے کہ مسلمان ایک آنت سے کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں سے۔ پھر رسول اللہؐ نے یہ بھی فرمایا کہ ابن آدم کے لئے چند لقمے کافی ہیں جن سے انکی پیٹھ سیدھی رہے۔ اگر لامحالہ اس سے زیادہ کھانا ہے تو ایک تہائی کھانے کے لئے، ایک تہائی پینے کے لئے اور ایک تہائی سانس کے لئے رکھے۔ جسمانی صحت کو برقرار رکھنے کے اور بہت سارے احکامات قرآن کریم میں وارد ہوئے ہیں۔

انسان کی ذہنی اور روحانی صلاحیتوں کو صیقل کرنے کے لئے قرآن کریم نے بار بار توجہ دلائی ہے۔قرآن کریم کا اصل مدعا اور مقصد روحانی ترقی ہے تاہم جسمانی لحاظ سے انسان کا قوی ہونا ضروری ہے۔ ایک توانا اور صحتمند مومن بہتر رنگ میں دینی فرائض کو سرانجام دینے کا اہل ہوتا ہے۔ اسلئے حدیث شریف میں آیا ہے کہ طاقتور مومن کمزور مومن سے بہتر ہے۔ قرآن کریم انسانی نفس اور روح کو پاک کرنے کی بار بار تاکید فرماتا ہے تزکیہ نفس کے ذریعہ ہی انسان خدا تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے۔ اگر انسان کو فطرتی نور حاصل نہیں ہے تو آسمان سے وحی و الہام کے نور سے بھی وہ محروم رہ جاتا ہے۔

انسان روح اور جسم کا مرکب ہے۔ دونوں مرکبات کو زندہ اور جاوید رکھنے کے لئے قرآن کریم میں تعلیمات پائی جاتی ہیں۔ان تعلیمات سے حقیقی طور پر متعارف کرانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس دور میں حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانیؑ کو مبعوث فرمایا جنہوں نے نہایت ہی تحدی سے یہ دعویٰ فرمایا کہ

یاالٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ؛

دنیا کے علوم قرآن کے مقابلہ میں کوئی چیز نہیں۔قرآن ایک زندہ خدا کا زندہ کلام ہے اور وہ غیر محدود معارف و حقائق کا حامل ہے۔ یہ قرآن جیسے پہلے لوگوں کے لئے کھلا تھا اسی طرح آج ہمارے لئے کھلا ہے... آج جبکہ دنیا کے علوم میں ترقی ہو رہی ہے یہ پھر بھی کھلا ہے بلکہ جس طرح دنیوی علوم میں آج کل زیادتی ہو رہی ہے اسی طرح قرآنی معارف بھی آج کل نئے سے نئے نکل رہے ہیں...ہمیشہ ہی قرآن نئے سے نئے معارف پیش کرتا رہے گا...یہی وہ خزائن ہیں جو حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہؑ نے تقسیم کیے اور یہی وہ خزائن ہیں جو آج ہم تقسیم کر رہے ہیں۔ دنیا اگر حملہ کرتی ہے تو پرواہ نہیں، وہ دشمنی کرتی ہے تو سو بار کرے، وہ عداوت و عناد کا مظاہرہ کرتی ہے تو لاکھ بار کرے۔ ہم انہیں کہتے ہیں کہ تم بے شک ہمارے سینوں میں خنجر مارے جاؤ، اگر ہم مر گئے تو یہ کہتے ہوئے مریں گے کہ ہم محمد رسول اللہؐ کا جھنڈا بلند کرتے ہوئے مارے گئے اور اگر جیت گئے تو یہ کہتے ہوئے جیتیں گے کہ ہم نے محمدؐ کا جھنڈا بلند کر دیا۔“

(سیر روحانی صفحہ ۹۶،۹۵)

اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن کریم کی تلاوت کرنے اور اسکے معنی و مفاہیم پر غور و تدبر کی توفیق عطا فرمائے۔ اسی امر کی طرف ہمارے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ ہمیں بار بار توجہ دلا رہے ہیں۔ حال ہی میں قرآن کریم کے محاسن پر آپ نے بصیرت افروز خطبات ارشاد فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان خطبات سے صحیح رنگ میں استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(نیاز احمد نائک)

قرآن کریم

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ (النور:20)

ترجمہ:۔ یقیناً وہ لوگ جو پسند کرتے ہیں کہ ان لوگوں میں جو ایمان لائے بے حیائی پھیل جائے اُن کے لئے دردناک عذاب ہوگا دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ اور اللہ جانتا ہے جبکہ تم نہیں جانتے۔

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (الاحزاب:57)

ترجمہ: یعنی اللہ اور اس کے فرشتے اس نبی پر درود بھیجتے رہتے ہیں پس اے مومنو! تم بھی اس نبی پر درود بھیجتے رہا کرو اور اس کے لئے سلامتی مانگتے رہا کرو۔

انفاخ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت کعبؓ بن عجرہ بیان فرماتے ہیں:

ہم لوگوں نے (ایک دفعہ) حضرت رسول کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ لوگوں یعنی آپ کے گھر کے ساتھ تعلق رکھنے والے تمام لوگوں پر درود کس طرح بھیجا کریں۔ سلام بھیجنے کا طریق تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتا دیا ہے (مگر درود بھیجنے کا طریق ہم نہیں جانتے)۔ آپؐ نے فرمایا یوں کہا کرو۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

(صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء حدیث نمبر 3370)

کلام الامام المہدی علیہ السلام

حضرت مسیح موعودؑ اپنے ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں:

"آپ درود شریف کے پڑھنے میں بہت ہی متوجہ رہیں۔ اور جیسا کہ کوئی اپنے پیارے کے لئے فی الحقیقت برکت چاہتا ہے۔ ایسے ہی ذوق اور اخلاص سے حضرت نبی کریم ﷺ کے لئے برکت چاہیں۔ اور بہت ہی تضرع سے چاہیں۔ اور اس تضرع اور دعا میں کچھ بناوٹ نہ ہو۔ بلکہ چاہئے کہ حضرت نبی کریم ﷺ سے سچی دوستی اور محبت ہو۔ اور فی الحقیقت روح کی سچائی سے وہ برکتیں آنحضرت ﷺ کے لئے مانگی جائیں۔ کہ جو درود شریف میں مذکور ہیں...... اور ذاتی محبت کی یہ نشانی ہے کہ انسان کبھی نہ تھکے اور نہ ملول ہو۔ اور نہ اغراض نفسانی کا دخل ہو۔ اور محض اسی غرض کے لئے پڑھے کہ آنحضرت ﷺ پر خداوند کریم کے برکات ظاہر ہوں۔"

(مکتوبات احمد یہ جلد 1 صفحہ 25-24 پرانا ایڈیشن)

امام وقت کی آواز

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"...پس دشمن ہمیں جو چاہے کہتا رہے۔ ہم پر جو بھی الزام لگاتے ہیں لگاتے رہیں۔ ہمارے دلوں میں آنحضرت ﷺ کی محبت ہے اور ہمیں سب سے بڑھ کر آپ کے خاتم النبیین ہونے کا اِدراک ہے اور یہ سب ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم دشمن کے ہر حملے اور ہر ظلم کے بعد پہلے سے بڑھ کر اپنے ایمان میں بڑھتے چلے جانے والے ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پہلے سے بڑھ کر بھیجنے والے ہوں تا کہ مسلمانوں کو بھی آپ کے اس مقام کا صحیح اِدراک حاصل ہو اور یہ بھٹکے ہوئے مسلمان بھی صحیح رستے پر آجائیں اور دنیا میں بھی اسلام کی خوبصورت تعلیم پھیلے۔"

(خطبہ جمعہ 16 دسمبر 2016ء)

خلاصہ خطبہ جمعہ

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ 05؍ مئی 2023ء بمقام مسجد مبارک اسلام آباد یوکے

عدل، احسان اور ایتاء ذی القربی

تشہد، تعوذ، سورۃ الفاتحہ اور سورۃ النحل کی آیت إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس کا ترجمہ بیان فرمایا کہ: اللہ یقیناً عدل کا اور احسان کا اور غیر رشتہ داروں کو بھی قرابت والے شخص کی طرح جاننے اور اسی طرح مدد دینے کا حکم دیتا ہے اور ہر قسم کی بے حیائی اور ناپسندیدہ باتوں اور بغاوت سے روکتا ہے وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تا کہ تم سمجھ جاؤ۔

فرمایا: یہ آیت ہر جمعہ اور عیدین کے خطبہ ثانیہ میں پڑھی جاتی ہے۔ اس آیتِ کریمہ میں بعض نیکیوں کے کرنے اور بعض برائیوں سے بچنے کا ذکر کیا گیا ہے، حقیقی مومن کی نشانی یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات اور ارشادات پر عمل کرے۔ اس آیت میں جن نیکیوں کا ذکر کیا گیا ہے یعنی عدل، احسان اور ایتاءِ ذی القربیٰ ان کے حوالے سے آج مَیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات پیش کروں گا۔ تمام ارشادات بظاہر ایک ہی محور کے گرد گھوم رہے ہیں تاہم آپؑ نے مختلف رنگ میں نصائح فرمائی ہیں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی ہی وہ راستہ ہے جو معاشرے اور دنیا بھر کے امن کی ضمانت دیتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: خدا کا تمہیں یہ حکم ہے کہ تم اس سے اور اس کی خلقت سے عدل کا معاملہ کرو، یعنی حق اللہ اور حقوق العباد بجا لاؤ اور اگر اس سے بڑھ کر ہوسکے تو نہ صرف عدل بلکہ احسان کرو۔ درحقیقت بجز خدا کے کوئی پرستش کے لائق نہیں، کوئی بھی محبت کے لائق نہیں، کوئی بھی توکل کے لائق نہیں، کیونکہ بوجہ خالقیت اور قیومیت اور ربوبیتِ خاصّہ کے ہر حق اسی کا ہے۔ اگر تم نے اس قدر کرلیا تو یہ عدل ہے، جس کی رعایت تم پر فرض ہے۔ پھر اگر اس سے ترقی کرنا چاہو تو احسان کا درجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ تم اس کی عظمتوں کے ایسے قائل ہوجاؤ اور اس کے آگے اپنی پرستشوں میں ایسے متأدب بن جاؤ اور اس کی محبت میں ایسے کھوئے جاؤ کہ گویا تم نے اس کی عظمت و جلال اور حسنِ لازوال کو دیکھ لیا ہے۔ بعد اس کے ایتاءِ ذی القربیٰ کا درجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ تمہاری پرستش اور تمہاری محبت اور تمہاری فرمانبرداری سے بالکل تکلف اور تصنع دُور ہوجائے اور تم ایسے جگری تعلق سے اسے یاد کرو جیسے مثلاً تم اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو اور تمہاری محبت اس سے ایسی ہوجائے کہ جیسے مثلاً بچہ اپنی پیاری ماں سے محبت رکھتا ہے۔

حقوق العباد: اپنے بھائیوں اور بنی نوع سے عدل کرو اور اپنے حقوق سے زیادہ ان سے کچھ تعرض نہ کرو اور انصاف پر قائم رہو۔ اس سے آگے احسان کا درجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ تُو اپنے بھائی کی بدی کے مقابل پر نیکی کرے۔ اس کے آزار کے عوض میں تم اس کو راحت پہنچاؤ اور مروت اور احسان کے طور پر دستگیری کرے۔ پھر بعد اس کے ایتائے ذی القربیٰ کا درجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ تُو جس قدر اپنے بھائی سے نیکی کرے یا جس قدر بنی نوع کی خیر خواہی بجالاوے اس سے کوئی اور کسی قسم کا احسان منظور نہ ہو، بلکہ طبعی طور پر جیسے شدتِ قرابت کے جوش سے ایک خویش دوسرے خویش کے ساتھ نیکی کرتا ہے۔ یہ آیت نہ صرف

مخلوق کے متعلق ہے بلکہ خدا کے متعلق بھی ہے۔

خدا تعالیٰ نے ان ساری ایصال خیر کی قسموں کو محل اور موقع سے وابستہ کر دیا ہے اور آیتِ موصوفہ میں صاف فرما دیا کہ اگر یہ نیکیاں اپنے اپنے محل اور موقع پر صادر نہ ہوں گی تو پھر یہ بدیاں بن جائیں گی۔

آخر پر حضور انور نے فرمایا۔ پاکستان کے حالات کیلئے بھی دعا کرتے رہیں، ہم نے تو نیکیاں پھیلانے کیلئے اپنا کام کرتے چلے جانا ہے اور شیطانی فطرت لوگوں نے اپنے ظلم جو ان کا کام ہے وہ دکھاتے رہنا ہے۔ ہمارا تو ان شیطانوں سے شیطانی کی حالت میں مقابلہ کوئی نہیں۔ ہمیشہ یہ دعا بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ایمانوں کو سلامت رکھے اور کبھی ہمارے ایمان متزلزل نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے ہمارا وہ تعلق پیدا ہوجائے جو ایتاءِ ذی القربیٰ کا تعلق ہے پھر ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے نظارے بھی پہلے سے بڑھ کر دیکھیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور جو دشمن ہیں اللہ تعالیٰ کی نظر میں اور ناقابلِ اصلاح ہیں اللہ تعالیٰ انہیں خود تباہ کرے اور انشاء اللہ جب ایسی صورت ہوگی، جب ہمارا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہوگا تو دشمن کی تباہی کے نظارے بھی ہم دیکھیں گے۔

فرمودہ 12 ر مئی 2023ء بمقام مسجد مبارک اسلام آباد یو کے

شوریٰ کا نظام: باہمی مشورہ

تشہد، تعوذ، سورۃ الفاتحہ اور سورت آل عمران کی آیت فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اس آیت کا ترجمہ ہے۔ پس اللہ کی خاص رحمت کی وجہ سے تو ان کیلئے نرم ہو گیا۔ اور اگر تو تندخو اور سخت دل ہوتا تو وہ ضرور تیرے گرد سے دور بھاگ جاتے۔ پس ان سے درگزر کر اور ان کے لئے بخشش کی دعا کر اور ہر اہم معاملہ میں ان سے مشورہ کر۔ پس جب تو کوئی فیصلہ کر لے تو پھر اللہ ہی پر توکل کر۔ یقیناً اللہ توکل کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔

اِن دنوں مختلف ممالک میں جماعتی مجالس شوریٰ منعقد ہو رہی ہیں۔ بعض ملکوں میں ہو چکی ہیں اور بعض میں آئندہ ہوں گی۔ جہاں مجالس شوریٰ منعقد ہو چکی ہیں وہاں کے نمائندگان بھی ان باتوں سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں جو نمائندگان شوریٰ کی ذمہ داریوں کے حوالے سے ممبران شوریٰ کو یاد رکھنی چاہئیں کیونکہ مجلس شوریٰ کی سفارشات اور خلیفہ وقت کے اُن پر فیصلے کے بعد ہی ممبران کی بعض ذمہ داریاں شروع ہوتی ہیں۔ ان کا انجام دینا اور اپنا کردار ادا کرنا ہر ممبر شوریٰ کا فرض ہے۔

جو آیت میں نے تلاوت کی ہے اس میں جہاں اس بات کی تصدیق کی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت سے اپنی امت کے لیے انتہائی نرم دل رکھنے والے تھے وہاں اس بات پر بھی توجہ دلائی کہ جن کے سپرد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کام کو آگے بڑھانا ہے اور آپؐ کی پیشگوئیوں کے مطابق آپؐ کی غلامی میں آنے والے مسیح موعودؑ کے مشن کو پورا کرنا ہے اُن کا بھی یہ کام ہے کہ پیار محبت اور نرمی سے کام کریں۔ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے کہ یہ فیصلہ کرنے والی نہیں بلکہ مشورہ دینے والی مجلس ہے اس لیے فرمایا کہ مشوروں کے بعد جو فیصلہ تُو کرے اس پر اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے عمل کر جس کے بعد اللہ تعالیٰ اس کے نتائج بھی بے انتہا برکتوں والے نکالے گا۔

اللہ تعالیٰ کا یہ احسان ہے کہ جماعت احمدیہ کو خلافت کے انعام سے نوازا ہے۔ اس لیے خلیفہ وقت بھی اللہ تعالیٰ کے حکم اور سنت نبویؐ کے مطابق دنیا کی جماعتوں سے ان کے حالات کے مطابق مشورے لیتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہر معاملہ میں آنحضرت ﷺ کی راہنمائی فرماتا لیکن آپؐ کو بعض معاملات میں مشورے کا حکم دے کر اور آپؐ کا بعض معاملات میں مشورہ لینا درحقیقت ہمیں صحیح راستے پر چلانے، باہمی مشورے و تعاون سے کام کرنے اور امت میں وحدت پیدا کرنے کیلئے ہے۔ حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ جب شَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ کی آیت نازل ہوئی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگرچہ اللہ اور اس کا رسول اس سے مستغنی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے میری امت

کے لئے رحمت کا باعث بنایا ہے۔ پس ان میں سے جو مشورہ کرے گا وہ رشد و ہدایت سے محروم نہیں رہے گا اور جو مشورہ نہیں کرے گا وہ ذلت سے نہ بچ سکے گا۔

آنحضرتؐ کے مشورہ لینے کے لیے عموماً تین طریق تھے جن کو خلفاء نے بھی جاری رکھا اور حضرت مسیح موعودؑ نے بھی اس پر عمل کیا۔ ایک یہ کہ جب مشورے کے قابل کوئی معاملہ ہوتا تو ایک شخص کے اعلان کے بعد لوگ جمع ہو جاتے اور پھر جو رائے یا مشورہ ہوتا اُس پر آنحضرتؐ فیصلہ فرمادیتے۔ دوسرا طریق یہ تھا کہ جن لوگوں کو آنحضرتؐ مشورے کا اہل سمجھتے صرف اُنہیں بلا لیتے اور پھر اُن چند لوگوں کی مجلس سے مشورہ لیا جاتا۔ تیسرا طریق یہ تھا کہ جہاں آنحضرتؐ سمجھتے کہ دو آدمی بھی جمع نہیں ہونے چاہئیں وہاں آپؐ علیحدہ علیحدہ بلا کر مشورہ لیتے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ شاور الفقہاء والعابدین یعنی سمجھدار اور عبادت گزار لوگوں سے مشورہ کرو۔ شوریٰ کی نمائندگی ایک سال کی ہوتی ہے جس میں انتظامیہ سے تعاون کرنا ہے، فیصلوں پر خود بھی عمل کرنا ہے اور کروانا بھی ہے۔ جماعتوں کی طرف سے بعض تجاویز دوبارہ بھیجنے کا مطلب یہ ہے کہ اُن پر عمل نہیں ہوا۔ ملکی مرکز کو شرمندگی کا اظہار کرنا چاہیے کہ ہم اس پر عمل نہ کرواسکے۔ اللہ تعالیٰ ہماری غلطیوں، کوتاہیوں اور کمزوریوں کی پردہ پوشی فرماتے ہوئے اپنے فضل سے ہمیں ہمیشہ نوازتا چلا جائے۔ آمین

فرمودہ 19؍ مئی 2023ء بمقام مسجد مبارک اسلام آباد یوکے

اظہارِ تشکر: جماعت کی ترقی اور کامیابی

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ السلام، جماعت پر اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے بڑھتے چلے جانے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: یہ بھی اللہ جلّ شانہٗ کا بڑا معجزہ ہے کہ باوجود اس قدر تکذیب اور تکفیر اور ہمارے مخالفوں کی دن رات کی کوششوں کے یہ جماعت بڑھتی جاتی ہے۔ جانتے ہو اس میں کیا حکمت ہے؟ حکمت اس میں یہ ہے کہ اللہ جلّ شانہٗ جس کو مبعوث کرتا ہے اور جو واقعی طور پر خدا کی طرف سے ہوتا ہے وہ روز بروز ترقی کرتا اور بڑھتا ہے اور اس کا سلسلہ دن بدن رونق پکڑتا جاتا ہے۔ اس کے مخالف اور مکذب بڑی حسرت سے مرتے ہیں۔ جس کو خدا بڑھانا چاہتا ہے اس کو کوئی روک نہیں سکتا۔ کیونکہ اگر ان کی کوششوں سے وہ سلسلہ رک جائے تو ماننا پڑے گا کہ روکنے والا خدا پر غالب آ گیا حالانکہ خدا پر کوئی غالب نہیں آ سکتا۔

خدا تعالیٰ نے جو حضور علیہ السلام سے وعدہ کیا تھا کہ مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا اور مَیں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بڑھاؤں گا۔ اس وعدے کے مطابق ہم جماعت کو پھیلتا دیکھ رہے ہیں۔ دنیا میں جو اللہ تعالیٰ کی تائید کے واقعات ہوتے ہیں، جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے وعدے ہیں یہ کس طرح پورے ہوتے ہیں ان کا احاطہ کرنا تو ممکن نہیں ہے تاہم اس وقت میں جماعت کی ترقی کے چند واقعات بیان کروں گا۔ ان واقعات سے علم ہوتا ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی لوگوں کے دلوں میں ڈال رہا ہے۔

کانگو کنشاسا کے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ وہاں ایک گاؤں میں ہمارے معلم صاحب کی تبلیغ کے دوران لوکل امام سے وفاتِ مسیح وغیرہ موضوعات پر گفتگو ہوئی۔ جب وہ غیر احمدی امام یہ سمجھ گئے کہ حیاتِ مسیح کے عقیدے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک اور توہین ہے تو انہوں نے فوراً صداقت کو قبول کرلیا۔ پھر ظہورِ امام مہدی کا معاملہ بھی ان کی سمجھ میں آ گیا چنانچہ وہ اپنے خاندان کے چھ افراد اور اکیس مقتدیوں کے ہمراہ جماعت احمدیہ میں داخل ہو گئے۔

گنی کناکری کے مبلغ لکھتے ہیں کہ ایک گاؤں میں تبلیغ کی تو اس گاؤں کے سب سے بزرگ شخص نے کہا کہ میں نے اپنے دادا سے یہ لفظ ''مہدی'' بہت بار سنا تھا لیکن اس کی تفصیل معلوم نہ تھی۔ آج آپ نے اس کی تفصیل سمجھائی ہے چنانچہ میں احمدیت قبول کرتا ہوں۔ پھر انہوں نے گاؤں والوں کو بھی قبولِ احمدیت کی تلقین کی جس کے نتیجے میں امام سمیت بہت سے لوگوں نے بیعت کی۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ پاکستان میں ہمارے قرآن کریم پڑھنے تو کیا سننے پر بھی پابندی لگائی جاتی ہے۔ ایک احمدی پر اس لئے مقدمہ ہوگیا کہ وہ قرآن کریم کی تلاوت کیوں سن رہا تھا۔ یہ ہے ان نام نہاد مسلمانوں کا اسلام اور دوسری طرف لوگ اپنے بچوں کو جماعت کے سپرد کر رہے ہیں کہ انہیں قرآن کریم پڑھائیں سکھائیں کیونکہ جماعت ہی قرآن کریم کا صحیح علم رکھتی ہے۔

حضورِ انور نے آئیوری کوسٹ، بیلیز، ازبکستان اور گیانا وغیرہ ممالک سے قبولِ احمدیت کے کئی ایمان افروز واقعات پیش کرنے کے بعد فرمایا کہ مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ خدا تعالیٰ کے وعدے پورے ہونے کے یہ چند واقعات بیان کیے ہیں ایسے بہت سے واقعات ہیں۔ مخالفین اپنی انتہائی کوششیں کر رہے ہیں لیکن دوسری طرف اللہ تعالیٰ دنیا کے ہر ملک میں جماعت کی ترقی کے نئے راستے کھول رہا ہے۔ پس اس بات پہ جہاں ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہیے وہاں اپنی حالتوں کا جائزہ بھی لیتے رہنا چاہیے۔ اپنے ایمانوں کو مضبوط کرنے کی بھی کوشش کرنی چاہیے۔

آخر میں حضورِ انور نے 4 مرحومین کا ذکرِ خیر فرمایا اور ان کی نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا: (1) پروین اختر صاحبہ اہلیہ غلام قادر صاحب آف سیالکوٹ (2) ممتاز وسیم صاحبہ اہلیہ چودھری وسیم احمد ناصر صاحب آف گھٹیالیاں (3) بریگیڈیئر منوّر احمد رانا صاحب جنرل سیکرٹری ضلع راولپنڈی (4) گروپ کیپٹن ریٹائرڈ شکور ملک صاحب سابق نائب امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی۔ اللہ تعالیٰ مرحومین سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ آمین

فرمودہ 26/ مئی 2023ء بمقام مسجد مبارک اسلام آباد یوکے

خلافت: انعامِ الٰہی اور برکات

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو جب خبر دی کہ آپ کا اس دنیا سے رخصت ہونے کا وقت قریب ہے تو آپ نے جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اللہ تعالیٰ دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جب کہ آنحضرت ﷺ کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جما دیں گے۔

پس جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وصال ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق حضرت مولانا نور الدین صاحبؓ کے ہاتھ پر جماعت کو جمع کیا۔ بعض لوگ چاہتے تھے کہ انجمن کے ہاتھ میں انتظام رہے لیکن اُنہوں نے آہنی ہاتھوں سے اس فتنے کا خاتمہ فرمایا۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ خلافت پر متمکن ہوئے۔ اس موقع پر بھی منافقین نے جماعت میں تفرقہ ڈالنے کی کوشش کی لیکن اللہ تعالیٰ نے مومنین کی جماعت کو ایک ہاتھ پر جمع کر دیا اور مخالفین ناکام و نامُراد ہوئے۔ آپؓ کے وصال کے بعد خلافتِ ثالثہ کا دَور شروع ہوا اور بعد ازاں خلافتِ رابعہ کا دَور شروع ہوا۔ بعد ازاں حضور انور نے کمال عجز و انکسار کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس مقام

پر متمکن فرما کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وعدے کے مطابق جماعت کو ترقی کی راہ پر گامزن رکھا۔ دشمن نے تفرقہ ڈالنے کی بے شمار کوششیں کیں، احمدیوں کو شہید کیا گیا، دنیاوی لالچ دیے گئے لیکن اللہ تعالیٰ دنیا بھر کے احمدیوں کو ایمان و یقین میں بڑھاتا چلا گیا۔

احمدیوں کا خلافت سے جو تعلق ہے وہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی پیدا کرسکتا ہے، کسی انسان میں یہ طاقت نہیں ہے کہ ایسی محبت اور اخلاص کا تعلق پیدا کرے جو افراد جماعت کو خلافت سے ہے اور خلیفہ وقت کو جماعت سے ہے۔ میں جس ملک میں بھی جاتا ہوں وہاں یہ نظارے دیکھنے میں نظر آتے ہیں اور یہ صرف کہنے کی باتیں نہیں ہیں بلکہ آجکل تو کیمرے کی آنکھ ان کو محفوظ کرلیتی ہے۔ ایم ٹی اے یہ نظارے دکھاتی رہتی ہے اور ان کو دیکھ کر مخالف بھی یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت تمہارے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ کیسے لوگوں کو خود خلافت سے جوڑتا ہے اور کس طرح ان کے دلوں میں خلافت سے محبت پیدا کردیتا ہے بعض خطوط کے نمونے آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

حضور انور نے مختلف ممالک کے واقعات بیان کرکے فرمایا کہ ایک وقت میں ان کے سینے بھی کھلیں گے اور یہ احمدیت کو پہچان بھی لیں گے۔ خلافت کی برکات جاری رہیں گی۔ یہ واقعات خلافت احمدیہ کیلئے اللہ تعالیٰ کی تائیدات اور حضرت مسیح موعودؑ نے آنحضرتؐ کی غلامی میں آکر دنیا کو جو امت واحدہ بنانا تھا اُس کی سچائی کا ثبوت ہیں۔ نامساعد حالات کے باوجود صرف خلافت احمدیہ ہی ساری دنیا میں اسلام کی ترقی اور تبلیغ کا کام کر رہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت کا ثبوت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے وعدے اور آنحضرتؐ کی پیشگوئی کے مطابق خلافت علیٰ منہاج النبوۃ تاقیامت چلے گی، ہمیشہ قائم رہے گی اور کوئی دشمن اس کا بال بھی بیکا نہیں کرسکتا۔ پس اپنے ایمانوں میں جِلا پیدا کریں، اپنے آپ کو خلافت سے جوڑے رکھیں اور اس کے لیے کسی قربانی سے دریغ نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

Love For All
Hatred For None
Mob. : 9387473243
9387473240
0495 2483119
SUBAIDA
Traders
Madura bazar, Cheruvannoor, Calicut

Dealers in Teak, Rubwood & Rose Wood Furniture
Our sister concerns : Subaida timbers, feroke - 2483119
Subaida traders, Madura Bazar, Cheruvannoor
National furniture, Thana, Kannur, 0497-2767143

Prop : Mohammed Yahiya Ateeq
Cell : 9886671843
ಐ ಮೊಬೈಲ್ಸ್
I MOBILES
Authorised Service centre of
LAVA
itel
INTEX
XOLO the next level
Infinix The future is Now!
TECNO Mobile
spice
1st Floor Kallur Complex, Gandhi Chowk Yadgir - 585201.

Abdul Hai
9916334734
AL-MASROOR
Electrical Work and Publicity

All Types of Function
Lighting Work
Mic Speaker System
&
Electrical Work

Hyderabad Road, Hossali Cross
Opp Parivar Gas Agency, Yadgir-585202

حضرت چودھری فتح محمد سیال صاحبؓ
احمدیت کے پہلے مبلغ

گیانی مبشر احمد خادم مہتمم تربیت مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

سرور کائنات فخر موجودات مخبر صادق رسول عربی حضرت محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے جہاں ایک طرف اسلام کی حالت زار کے متعلق پیشگوئی فرمائی تھی وہیں دوسری طرف اسلام کی ترقی اور غلبہ کی بشارات کے متعلق بھی پیشگوئیاں فرمائی تھیں چنانچہ عین ان پیشگوئیوں کے مطابق اسلام کے غلبہ اور نشاۃ ثانیہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ کے مامور ورمرسل سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ کو امام مہدی اور مسیح موعود بنا کر مبعوث فرمایا۔ آپؑ نے تبلیغ اسلام کا حق ادا کر کے دکھلایا۔ آپؑ کے دل میں اللہ تعالیٰ نے تبلیغ اسلام کے لئے انتہائی جوش اور جذبہ پیدا فرمایا تھا تبلیغ اسلام کا یہی پاکیزہ جذبہ آگے آپ نے اپنے صحابہ کرام میں بھی پیدا فرمایا۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخلص صحابی اور یورپ کے پہلے مُبلّغ احمدیت حضرت چودھری فتح محمد سیال صاحبؓ 1887ء میں جوڑا کلاں ضلع قصور کے ایک بڑے زمیندار حضرت چودھری نظام الدین صاحبؓ کے ہاں پیدا ہوئے۔ دونوں کو 1899ء میں قادیان آکر قبول احمدیت کی سعادت عطا ہوئی۔

حضرت چودھری صاحبؓ نے ابتدائی تعلیم اپنے آبائی گاؤں جوڑا ضلع قصور میں حاصل کی۔ 1900ء میں جب آپ پانچویں جماعت میں پڑھتے تھے۔ آپ کے والد ماجد نے آپ کو تعلیم کے لئے قادیان بھیج دیا۔ اس کے بعد آپ نے دسویں جماعت تک وہیں تعلیم پائی۔ پھر گورنمنٹ کالج لاہور سے B.A اور علیگڑھ مسلم یونیورسٹی سے M.A کی ڈگری حاصل کی۔

1906ء میں آپؓ انجمن تشحیذ الاذہان کے اعزازی ممبر بنے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چشمۂ معرفت میں آپؓ کا نام اُن احباب کی فہرست میں درج فرمایا ہے جنہوں نے ’’گوروہرسہائے کے قرآن کریم‘‘ کی زیارت کی تھی۔

ابتدائی واقف زندگی

ابھی آپؓ F.A میں زیر تعلیم تھے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی طرف سے زندگی وقف کرنے کی تحریک پر لبیک کہنے کی توفیق پائی۔ حضرت اقدس کی خدمت میں بسلسلہ وقف پیش ہونے والی آپ کی درخواست دوسری تھی جس پر حضرت اقدسؑ نے اپنے دست مبارک سے ’’منظور‘‘ کا لفظ رقم فرمایا۔

آپؓ کی شادی حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی ایک نواسی محترمہ ہاجرہ بیگم صاحبہ سے ہوئی اور آپؓ کے ایک بیٹے محترم چودھری ناصر محمد سیال صاحب کا رشتہ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی صاحبزادی محترمہ امۃ الجمیل صاحبہ کے ساتھ قائم ہوا۔

یورپ کے پہلے مبلغ احمدیت

حضرت چودھری صاحبؓ جب ایم۔ اے کرنے کے بعد قادیان آئے تو آپؓ کو جون 1913ء میں انگلستان جا کر بیرونی دنیا میں پہلا احمدیہ مشن قائم کرنے کی سعادت عطا ہوئی۔ چودھری فتح محمد صاحب سیالؓ کی بیرون ملک تبلیغی زندگی کا بھرپور آغاز اس وقت ہوا جب مکرم خواجہ کمال الدین صاحب نے (جو کہ لندن میں پہلے سے موجود تھے) تبلیغی مہم کے لئے

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی خدمت میں ایک مبلغ بھجوانے کی درخواست کی۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی اپیل پر چودھری صاحب نے اس عظیم مہم کے لئے اپنا نام پیش فرمایا جسے حضورؓ نے شرفِ قبولیت بخشا۔

حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب چودھری فتح محمد سیال صاحبؓ لندن تشریف لے کر گئے تو آپ نے ایک پمفلٹ بعنوان ''وفات حضرت عیسیٰؑ'' چھپوا کر تقسیم کر دیا۔ جب مکرم خواجہ صاحب کو اس کا پتہ چلا تو انہوں نے آپؓ سے کہا کہ تم نے یہ پمفلٹ کیوں شائع کیا؟ یہ تو تم نے غضب کر دیا ہے۔ عیسائیوں کے ملک میں آکر جہاں پر اُن کی حکومت بھی ہے وہاں پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت کرنا کس قدر فتنہ کا باعث ہوگا کیونکہ عیسائیت کی بنیاد ہی حضرت عیسیٰؑ کے زندہ آسمان پر چلے جانے پر ہے۔ یہ تو گویا تم نے عیسائیت کی جڑ پر ہی تبر رکھ دیا ہے۔ اُن کی تمام گفتگو سننے کے بعد چودھری صاحب نے جواب دیا کہ اگر میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کو ہی ثابت نہیں کرنا تو پھر میرا لندن آنے کا مطلب ہی کیا ہے؟

لندن میں تبلیغ کے لئے حضرت چودھری صاحبؓ نے لیکچرز دینے کا طریق بھی اختیار فرمایا۔ آپ بیان فرماتے ہیں کہ میں ہائیڈ پارک لندن میں جاکر روزانہ تبلیغ کرتا تھا۔ ہائیڈ پارک لندن کا طریق کار یہ ہے کہ وہاں پر جو شخص بھی چاہے اپنی ایک میز رکھ لیتا ہے اور اُس میز پر کھڑے ہو کر اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہے اور لوگ خود بخود ارد گرد آکر کھڑے ہو جاتے ہیں اور تقریر سنتے ہیں۔ یہاں پر تقریر کرنے والوں پر کوئی پابندی نہیں ہوتی جس کا جو دل چاہے کہے اور اپنا نکتہ نظر بیان کرے۔

اپریل 1918ء میں آپؓ واپس ہندوستان تشریف لائے۔ 1919ء میں دوبارہ لندن تشریف لے گئے اور مئی 1921ء تک وہاں مقیم رہے اور اس دوران حضرت مصلح موعودؓ کی ہدایت کے مطابق آپؓ نے 1920ء میں مسجد فضل لندن کے لئے ایک قطعہ زمین بھی خریدا۔

دیگر اہم دینی و قومی خدمات

حضرت چودھری صاحبؓ کو 1924ء میں حضرت مصلح موعودؓ کے ہمراہ تاریخی سفر یورپ پر جانے کا شرف بھی عطا ہوا۔

چودھری صاحبؓ 1947ء میں پنجاب اسمبلی ہندوستان کے MLA تھے اور وطن کی خدمت کما حقہٗ فرما رہے تھے کہ 12/ستمبر 1947ء کو قتل کے جھوٹے الزام میں آپ کو گرفتار کرلیا گیا۔ آپؓ کے علاوہ مکرم عبدالعزیز صاحب بھامڑی، میجر شریف احمد صاحب باجوہ، حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب، مکرم مولانا احمد خاں صاحب نسیم، مکرم چودھری علی اکبر صاحب آف ماڑی بچیاں، بھی گرفتار کئے گئے۔ آپ کو ایک دو دن قادیان حوالات میں اور ایک دن بٹالہ میں رکھا اور پھر گورداسپور جیل میں رہے۔ پھر جالندھر جیل میں رکھا گیا۔ مکرم چودھری صاحب ان قید ہونے والے احمدیوں کے امیر اور امام الصلوٰۃ بھی تھے اور نماز فجر کے بعد درس دیا کرتے تھے۔

حوالات کا کمرہ بہت چھوٹا سا تھا۔ نہ کوئی بستر اور نہ ہی کوئی اور چیز آرام کرنے کے لئے تھی۔ حالانکہ اُس وقت آپ پنجاب اسمبلی کے ممبر تھے۔ لیکن ایک عام قیدی اور آپ میں کوئی امتیاز نہ رکھا گیا تھا۔ آپ کو تین دن تک اُسی حوالات میں رکھا گیا تھا۔ اس دوران آپؓ بڑے مطمئن اور پُرسکون ہوتے۔ گھر بار کی نہ جائیداد کی نہ بیوی بچوں کی فکر نہ کوئی گھبراہٹ نہ کوئی اضطراب! حضرت چودھری صاحبؓ بڑے متوکّل اور بہت باحوصلہ انسان تھے۔ تین دن بعد جب قادیان سے گورداسپور جیل میں منتقل کیا گیا تو انچارج نے کہا! فتح محمد کو کیوں لے آئے ہو، اس کو تو مار کر کسی نہر میں پھینک دینا تھا۔ تو آپؓ نے ایس پی کو جواباً کہا: ''تمہارے بندے مجھے نہیں مار سکتے، جب خدا تعالیٰ چاہے گا میں تب ہی مر سکتا ہوں۔'' پھر جیل کے حکام نے یہ منصوبہ بنایا کہ آپ کو جیل میں ہی قتل کروا دیا جائے۔ وہ کچھ سکھ قیدیوں کے ذریعے یہ کام کروانا چاہتے تھے مگر دیگر سکھ قیدیوں کو جب اس منصوبہ کا پتہ چلا تو انہوں نے برملا کہا کہ اگر کسی نے کوئی ایسی حرکت کی تو ایسا فساد کریں گے کہ یہیں ایک اَور پاکستان بنا دیں گے۔

جیل میں دعوت الی اللہ

محترم مولوی احمد خان نسیم صاحب فرماتے ہیں: جیل میں قیام کے دوران اٹھاون (58) افراد احمدی ہوئے اور اس کام کے مکرم

چوہدری صاحب موصوف روح رواں تھے۔ جب کسی کو تبلیغ شروع فرماتے تو ہم سب کو اکٹھا کر کے فرماتے کہ میں فلاں آدمی کو تبلیغ کرنے لگا ہوں۔تم سب مل کر اس کے لئے دعا کرو۔ میں بھی دعا کر رہا ہوں۔ بٹالہ کے ایک دوست جیل میں تھے۔انہوں نے چوہدری صاحب سے ایک دفعہ پوچھا کہ آپ اس قدر مطمئن کس طرح ہیں۔آپ پر اس قید اور مصیبت کا ذرا بھی اثر نہیں ہے۔آپ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اتنی دفعہ بشارت دی ہے کہ تم بخیر و عافیت جیل سے رہا ہو کر چلے جاؤ گے۔ کہ اب مجھے یہ دعا کرتے ہوئے بھی اللہ تعالیٰ سے شرم محسوس ہوتی ہے کہ میں اب مزید اپنی رہائی کی دعا کروں۔ اُس نے کہا آپ میری رہائی کے لئے بھی دعا فرمادیں۔آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ مجھے کیا ضرورت ہے کہ میں آپ کیلئے دعا کروں۔ اگر آپ احمدی ہو جائیں تو آپ کے لئے دعا کروں گا۔ اس دوست نے فرمایا کہ جس طرح آپ کو خدا تعالیٰ نے بتایا ہے کہ آپ رہا ہو جائیں گے آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی کوئی ایسا اطمینان بخش نظارہ دکھادے تا میں بھی مطمئن ہو جاؤں۔ آپ نے یہ وعدہ فرمالیا کہ میں یہ دعا کروں گا۔ چنانچہ چند دن کے بعد ہی اس دوست نے بھی ایک واضح رؤیا دیکھی۔جس میں اس نے دیکھا کہ ہم پاکستان چلے گئے ہیں اور جیل کے دروازے کھل گئے ہیں اور ہم کو اپنے اپنے رشتہ دار لینے کے لئے آئے ہوئے ہیں اور مٹھائیاں تقسیم ہو رہی ہیں وغیرہ۔ اس کے بعد وہ دوست بھی جماعت میں شامل ہو گئے۔ یہ دوست غلام محمد صاحب عرف گاماں پہلوان صاحب شیخوپورہ کے رہنے والے تھے۔

ایک دفعہ ایک آدمی کے متعلق ہم سب نے مل کر فیصلہ کیا کہ وہ چونکہ ہر موقعہ پر کوئی نہ کوئی شرارت ہمارے خلاف کرتا ہے اس لئے اس کو چھوڑ دو اس کو کوئی بھی منہ نہ لگائے۔ مکرم چوہدری صاحب نے ہم سے فرمایا: ”نہیں بلکہ ایک کام تم سب اپنے ذمہ لے لو۔تم دعا کرو اور میں اس کو تبلیغ کرتا ہوں یا تم اس کو تبلیغ کرو میں اس کے لئے دعا کرتا ہوں اس طرح اس کو چھوڑنا مناسب نہیں، اس پر اتمام حجت کر کے چھوڑو۔

عصر کی نماز کے بعد ہمیں جیل میں کچھ وقت ٹہلنے کے لئے مل جاتا۔ایک مرتبہ میں اور برادرم مکرم میجر شریف احمد صاحب دونوں مل کر ٹہل رہے تھے کہ ہم نے دیکھا کہ چوہدری صاحب چند قیدیوں کے ایک ٹولہ کے درمیان بیٹھے ہوئے ہیں جیل کے اندر تیس چالیس افراد خارش کی وجہ سے بیمار تھے۔ ان کو ایک علیحدہ بیرک میں رکھا ہوا تھا۔ ان کے ساتھ کسی کے ملنے کی اجازت نہ تھی۔تا کہ یہ متعدی بیماری دوسرے قیدیوں میں نہ پھیل جائے۔ باجوہ صاحب نے جب چوہدری صاحب کو ان میں بیٹھا ہوا دیکھا تو مجھے فرمانے لگے۔ ”چوہدری صاحب کیا غضب کر رہے ہیں کہ ان متعدی بیماری والوں کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں ان کو روکنا چاہیئے۔“ جب چوہدری صاحب وہاں سے اٹھ کر واپس تشریف لائے تو ہم نے چوہدری صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ لوگ خارش کی وجہ سے بیمار ہیں آپ وہاں نہ جایا کریں۔ چوہدری صاحب نے فرمایا: ”میں نے سوچا یہ لوگ بہت تکلیف میں ہیں۔ ان بیماروں کو کوئی بھی اپنے پاس نہیں آنے دیتا۔ ایسے وقت میں آدمی کا دل نرم ہوتا ہے۔ میں ان کے پاس گیا تھا۔ تا میں اس سے فائدہ اٹھا کر ان کو تبلیغ کروں ممکن ہے کہ کسی کا دل احمدیت کی طرف مائل ہو جائے اور ہمیں مسکرا کر فرمانے لگے میں تو اس نیت سے ان کے پاس جا بیٹھا تھا کہ ممکن ہے کوئی مسیح پاک پر ایمان لے آئے تو کیا اللہ تعالیٰ مجھے اس بیماری میں مبتلا کر دے گا؟ بے فکر رہیں۔

شیخ عبد القادر صاحب سابق سوداگرمل رقمطراز ہیں: ہمارے ان معززین نے جیل میں دوسرے مسلمانوں کی تربیت کا بہت خیال رکھا ان کے نیک نمونہ کو دیکھ کر بہت سے غیر احمدی مسلمانوں پر بہت اچھا اثر ہوا۔ ان کو چوہدری صاحب نے اپنی ایک رؤیا بتائی کہ ”آموں کے موسم میں وہ رہا ہو جائیں گے۔“ تو غیر احمدی مسلمانوں پر خاص اثر ہوا یہ بات ان کی سمجھ میں نہیں آسکتی تھی کہ کس طرح ایک شخص اپنی خواب کی بنا پر یقین کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہے کہ وہ ان کے ساتھ فلاں موسم میں رہا کر دیئے جائیں گے حالانکہ حالات نہایت ہی خطرناک تھے اور یہ سمجھا جاتا تھا کہ تمام قیدیوں کو اذیتیں دے کر موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا۔ مگر جب اس خواب کے مطابق سارے قیدی رہا کر دیئے گئے تو ان میں سے 54 اصحاب نے بیعت کر لی۔ یہ عجیب بات ہے کہ جب قیدیوں کا

تبادلہ دونوں حکومتوں نے منظور کیا تو اس کے لئے کئی تاریخیں مقرر ہوئیں مگر جب تک آموں کا موسم نہ آیا وہ تاریخیں تبدیل ہوتی رہیں۔ آخر 7/اپریل 1948ء کو آٹھ بجے شب بذریعہ ٹرین جالندھر سے دوسرے زیر حراست قیدیوں کے ساتھ ہمارے معزز افراد بھی لاہور پہنچ گئے۔

(تاریخ احمدیت لاہور صفحہ 545-544)

حضرت چوہدری صاحبؓ رہا ہوتے ہی مغربی پنجاب اسمبلی کے سیشن میں شریک ہونے کیلئے تشریف لے گئے۔ پھر آپ رتن باغ میں حضرت اماں جان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بعد میں نماز جمعہ میں شریک ہوئے۔ یوں چوہدری صاحب ایک زبردست امتحان میں کامیاب ہونے کے بعد اور بہت سی پیاسی روحوں کو احمدیت کے نور سے منور کرنے کے بعد پھر ایک نئے ملک میں نئے عزم کے ساتھ مصروف کار ہو گئے۔ (الفضل 10/ اپریل 1948ء)

خدمات کا ایک جائزہ اور وفات

حضرت چوہدری صاحبؓ اعلیٰ تعلیم مکمل کرنے کے بعد 1913ء تا 1916ء تک لندن مشن کے انچارج رہے۔ پھر قادیان جاکر 1917ء تا 1919ء افسر صیغہ اشاعت اسلام رہے۔ 1919ء میں دوبارہ لندن بھجوائے گئے اور جولائی 1921ء تک لندن مشن کے امیر کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ قادیان واپس جانے کے بعد 1922ء میں آپ ناظر تالیف و اشاعت مقرر ہوئے۔ 1923ء تا 1924ء تک امیر وفد المجاہدین قادیان برائے کارزار شدھی مقرر ہوئے۔ جولائی 1924ء میں آپؓ سیکرٹری تبلیغ کے طور پر حضرت مصلح موعودؓ کے ساتھ لندن گئے۔ دسمبر 1924ء سے 1950ء تک ناظر دعوت و تبلیغ رہے۔ اسی دوران فروری 1937ء میں چوہدری صاحب نے نظارت اعلیٰ کا چارج لیا۔ 32-1931ء میں ناظر تعلیم و تربیت کے طور پر کام کیا۔ اکتوبر 1950ء میں ریٹائر ہوئے اور پھر 1954ء سے 28/ فروری 1960ء تک ناظر اصلاح و ارشاد کے عہدہ پر فائز رہے یہاں تک کہ آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔

حضرت چوہدری صاحبؓ 28/ فروری 1960ء کو دفتر نظارت اصلاح و ارشاد میں ہی خدمت بجالاتے ہوئے حرکت قلب بند ہونے سے وفات پاگئے۔ اُسی روز حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور بعد ازاں بہشتی مقبرہ میں قطعہ صحابہ میں دفن ہوئے۔ آپؓ کی وفات پر حضرت مصلح موعودؓ نے بھی شاندار الفاظ میں آپؓ کی خدمات کو سراہا۔

سیرت کے چند پہلو

حضرت چوہدری صاحبؓ ظاہری تکلّفات سے عاری ہونے کی وجہ سے انتہائی محبوب اور مقبول تھے۔ آپؓ میں بدظنی کا مادہ بالکل نہیں تھا اور فرمایا کرتے تھے کہ بعض لوگ آکر مجھے دھوکہ دے جاتے ہیں، میرا خیال اس طرف جاتا ہی نہیں کہ یہ شخص غلط بیانی بھی کرسکتا ہے۔

آپؓ میں غیرت و حمیت کا مادہ اتم طور پر پایا جاتا تھا۔ جب گرفتاری کے دوران ایک افسر نے آپؓ سے کہا کہ اگر آپؓ ایک درخواست لکھ دیں تو آپؓ کو جیل میں اے کلاس دے دی جائے گی تو آپؓ نے فرمایا کہ جس حکومت کو خود خیال نہیں اُس کے آگے میں درخواست کرنا اپنی غیرت کے خلاف سمجھتا ہوں۔

اردو کلاس میں ذکر خیر

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ایک اردو کلاس میں حضرت چوہدری صاحبؓ کا نہایت محبت بھرے الفاظ میں تفصیلی ذکر خیر فرمایا تھا۔ حضورؒ نے فرمایا کہ جس جگہ ہم بیٹھے ہوئے ہیں (یعنی مسجد فضل لندن کا احاطہ) اس کی خرید میں ان کی کوششوں کا دخل تھا۔

حضورؒ نے فرمایا کہ اُن کو شوگر کی تکلیف تھی اور پرہیز کے قائل نہیں تھے۔ انہوں نے اپنے نسخے بنائے ہوئے تھے، اس میں اچھا میٹھا ڈال کے کھایا کرتے تھے مگر ویسے بڑی سخت جفاکش زندگی تھی۔ بہت قابل انسان مگر سادہ مزاج تھے۔... امرودوں کا انہیں بہت شوق تھا چنانچہ جب مسجد کے لئے جگہ دیکھی۔ یہ باغ تھا تو حضرت مصلح موعودؓ نے وہاں سے وارننگ بھیج دی کہ سارے درخت کٹوا کے امرود نہ لگوا لینا۔ اُن کا خیال تھا کہ یہ جگہ لندن سے بہت دور ہے تو حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں لندن اس کی طرف آجائے گا۔ چنانچہ لندن اس طرف بڑھا اور بہترین علاقے یہاں کے لندن کے ہو گئے۔

حضورؒ نے فرمایا کہ ملکانہ کے علاقہ میں جب تحریک شدھی چلی تو حضرت مصلح موعودؓ نے حضرت چوہدری صاحبؓ کو اس تحریک کا مقابلہ کرنے

کے لئے امیر بنایا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے کایا پلٹ گئی۔ اس پر فساد کے خیال سے صلح کروانے کی کاروائی شروع ہوئی اور مسلمانوں کے تمام فرقوں کے نمائندوں کو حکومت نے دلّی بلایا، احمدیوں کو جان کے نہیں بلایا۔ جب ہندوؤں نے دیکھا کہ کانفرنس میں احمدی ہیں ہی نہیں تو انہوں نے کہا کہ تم لوگوں سے تو ہم ڈرتے ہی نہیں، جن سے ہم ڈرتے ہیں وہ تو یہاں ہی نہیں یہاں۔ جب تک وہ صلح نہیں کریں گے ہماری صلح ہو ہی نہیں سکتی۔ چنانچہ پھر تار دے کر قادیان سے احمدی نمائندہ بلوایا گیا۔

حضورؒ نے مزید فرمایا کہ حضرت چودھری صاحبؓ پنجاب اسمبلی کے احمدی ممبر تھے۔ اتنی سادہ طبیعت تھی کہ اپنے بیٹے کی شلوار پہن کے اسمبلی ہال میں چلے گئے جو گھٹنوں تک آتی تھی۔ پہریداروں نے باہر روک لیا۔ چنانچہ وہاں کھڑے رہے۔ اتنے میں کوئی بڑا معزز زمیندار گزرا۔ اس نے چودھری صاحب کو دیکھتے ہی جھک کے سلام کیا۔ تب پہریدار نے بھی سلیوٹ کیا۔... ہر وقت منصوبہ بندی کرتے رہتے تھے، کوئی فلسفہ سوچوں میں رہتا تھا اور ارد گرد نظر ہی نہیں ہوتی تھی۔ حضور رحمہ اللہ نے یہ بھی سنایا کہ لندن کے لئے ایک دفعہ جب روانہ ہوئے تو ایک پوٹلی میں سارے پیسے اور پاسپورٹ وغیرہ ڈال کر بٹالہ اسٹیشن پر ہی بھول گئے۔ خدا نے فضل کیا اور کسی کو پتہ لگ گیا تو پیچھے پیچھے ان کی پوٹلی پہنچی۔

حضور رحمہ اللہ نے حضرت چودھری صاحبؓ کے ساتھ اپنے تبلیغی سفر کے بعض واقعات بھی سنائے کہ کس طرح سارا دن بھوکے پیاسے سفر کرتے رہے اور با غیرت اتنے تھے کہ کسی سے کچھ نہیں مانگا۔ انداز سادہ تھا لیکن بات میں بڑا وزن ہوتا تھا چنانچہ جہاں جاتے خدا کے فضل سے بڑی بیعتیں ہوتی تھیں۔

(بحوالہ مطبوعہ رسالہ انصار الدین نومبر دسمبر 2014ء)

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں بھی احمدیت کے اس پہلے فدائی اور جانثار مبلغ اسلام کے نقش قدم پر چلتے ہوئے فریضہ تبلیغ کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

❁❁❁

O.A. Nizamutheen Cell : 9994757172
V.A. Zafarullah Sait Cell : 9943030230

O.A.N. Doors & Steels

All types of Wooden Panel Doors, Skin Doors, Veeneer Doors, PVC Doors, PVC Cup boards, Loft & Kitchen Cabinet, TMT Rods, Cements, Cover Blocks and Construction Chemicals.

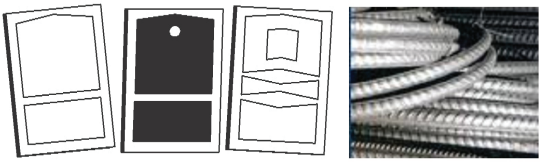

T.S.M.O. Syed Ali Shopping Complex, #51/4-B, 5, 6, 7 Ambai Road (Near Sbaeena Hospital) Kulavanikarpuram, Tirunelveli-627 005 (Tamil Nadu)

Contact (O) 04931-236392
09447136192

C. K. Mohammed Sharief
Proprietor

CEEKAYES TIMBERS
&

C. K. Mubarak Ahmad
Proprietor
Contact : 09745008672

C. K. WOOD INDUSTRIES

VANIYAMBALAM - 679339
DISTT.: MALAPPURAM KERALA

ہمیں جو کچھ بھی ملنا ہے قرآن کریم کی برکت سے ہی ملنا ہے

ریحان احمد شیخ نائب مہتمم مقامی مجلس خدام الاحمدیہ قادیان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ ایک ایسا چشمہ ہے جو پاک دل ہو کر اس سے فیض اٹھانا چاہے وہ اس سے فائدہ اٹھائے گا۔ وہ تقویٰ میں بھی آگے بڑھے گا، وہ ہدایت پانے والوں میں بھی شمار ہو گا کیونکہ یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں اور یہ متقیوں کے لئے ہدایت ہے۔

تو یہ دعویٰ ہے جو اس کتاب کا ہے اگر تم پاک دل ہو کر اس کی طرف آؤ گے، ہر کانٹے سے ہر جھاڑی سے جو تمہیں الجھا سکتی ہے، تمہیں بچنے کی تمنا ہے اور نہ صرف تمہیں بچنے کی تمنا ہے بلکہ اس سے بچنے کی کوشش کرنے والے بھی ہو اور تمہارے دل میں اگر اس کے ساتھ خدا کا خوف بھی ہے، اس کے حکموں پر چلنے کی کوشش بھی اور خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی خواہش اور تڑپ بھی ہے پھر یہ کتاب ہے جو تمہیں ہدایت کی طرف لے جائے گی۔ اور جب انسان، ایک مومن انسان، تقویٰ کے راستوں پر چلنے کا خواہشمند انسان قرآن کریم کو پڑھے گا، سمجھے گا اور غور کرے گا اور اس پر عمل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ وہ اس ذریعے سے ہدایت کے راستے بھی پاتا چلا جائے گا اور تقویٰ پر بھی قائم ہوتا چلا جائے گا، تقویٰ میں ترقی کرتا چلا جائے گا۔ اور قرآن کریم کی ہدایت تمہیں دنیا و آخرت دونوں میں کامیاب کرے گی۔ تم اللہ تعالیٰ کی رضا کو پانے والے بھی ہو گے۔ اللہ تعالیٰ کیونکہ انسانی فطرت کو بھی جانتا ہے اس لئے ہمیں قرآن کریم نے اس بات کی بھی تسلی دے دی کہ یہ کام تمہارے خیال میں بہت مشکل ہے۔ عام طور پر تمہیں یہ خیال نہ آئے کہ اس کتاب کے احکام ہر ایک کو سمجھ نہیں آسکتے، ہر ایک کے لئے ان کو سمجھنا مشکل ہے۔ اگر کوئی سمجھ آ بھی جائیں تو اس پر عمل کرنا مشکل ہے۔ تو اس بارے میں بھی قرآن کریم نے کھول کر بتا دیا کہ یہ کوئی مشکل نہیں ہے۔ یہ بڑی آسان کتاب ہے۔ اور اس کی یہی خوبی ہے کہ یہ ہر طبقے اور مختلف استعدادوں کے لوگوں کے لئے راستہ دکھانے کا باعث بنتی ہے۔ بس ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر وہ شخص جو اپنی اصلاح کرنا چاہتا ہے، ہدایت کے راستے تلاش کرنا چاہتا ہے، وہ نیک نیت ہو کر، پاک دل ہو کر اس کو پڑھے اور اپنی عقل کے مطابق اس پر غور کرے، اپنی زندگی کو اس کے حکموں کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرے۔ کوشش تو بہرحال شرط ہے وہ تو کرنی پڑتی ہے۔ دنیاوی چیزوں کے لئے کوشش کرنی پڑتی ہے اس کے بغیر کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ روٹی کمانے کے لئے دیکھ لیں کتنی کوشش کرنی پڑتی ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جن کا شیوہ ہی نکمے بیٹھ کر کھانا ہوتا ہے۔ دوسروں سے امید لگائے بیٹھے ہوتے ہیں یا ایسے بھی ہوتے ہیں جو بیویوں کو کہتے ہیں جاؤ کماؤ، میں گھر میں بیٹھتا ہوں۔ پیشہ ور مانگنے والے بھی مانگنے کی کوششوں میں محنت کرتے ہیں۔ تو بہرحال اگر کوشش کرو گے، اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کی، ہدایت پانے کی اور تقویٰ حاصل کرنے کی تو پھر ہمیں اس کتاب سے بہت کچھ ملے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہاری نیت نیک ہے تو میں نے اس کو تمہارے لئے آسان کر دیا ہے اور کر دوں گا، بشرطیکہ

تم اس کو پڑھ کر عمل کر کے ہدایت پانا چاہو۔ جیسا کہ فرماتا ہے وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ (القمر :18)، اور یقیناً ہم نے قرآن کو نصیحت کی خاطر آسان بنا دیا ہے، پس کیا ہے کوئی نصیحت پکڑنے والا؟ پس یہ اللہ تعالیٰ کا دعویٰ ہے، یہ اس کا دعویٰ ہے جس نے انسان کو پیدا کیا ہے اس کی فطرت کی ہر اونچ نیچ کو جانتا ہے۔ اس کے اندر کو بھی جانتا ہے جہاں تک انسان خود بھی نہیں پہنچ سکتا۔ اس کو پتہ ہے کہ کس شخص کی کتنی استعدادیں ہیں۔ اور اس کی فطرت میں کیا کیا خوبیاں یا برائیاں ہیں۔ اس نے فرمایا کہ تم نصیحت پکڑنے والے بنو تم اس کو پڑھ کر اس پر عمل کرنے والے بنو۔ صرف نام کے مسلمان ہی نہ ہو۔ صرف یہ دعویٰ کر کے کہ ہم نے امام مہدی کو مان لیا اور بس قصہ ختم، اس کے بعد دنیاوی دھندوں میں پڑ جاؤ۔ اگر اس طرح کرو گے تو اللہ تعالیٰ کے احکامات کو بھلانے والے ہو گے۔ اور اگر نیک نیتی سے اللہ تعالیٰ کو پانے کی تلاش میں ہو گے، اس کے احکامات پر عمل کرنے والے ہو گے۔ تو فرمایا کہ میں نے قرآن کریم میں انسانی فطرت کو مدنظر رکھتے ہوئے بڑے آسان انداز میں نصیحت کی ہے۔ بڑے آسان حکم دیئے ہیں جن پر ہر ایک عمل کر سکتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس نَصَرَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نَصْرًا عَزِیْزًا فرماتے ہیں کہ ”میں نے پہلے بھی کہا کہ اس میں تمام بنیادی اخلاق اور اصول و قواعد کا ذکر بھی آ گیا جن پر عمل کرنا کسی کم سے کم استعداد والے کے لئے بھی مشکل نہیں ہے۔ عبادتوں کے متعلق بھی احکام ہیں تو وہ ہر ایک کی اپنی استعداد کے مطابق ہے۔ عورتوں کے متعلق حکم ہیں تو وہ ان کی طاقت کے مطابق ہیں۔ گھریلو تعلقات چلانے کے لئے حکم ہے تو وہ عین انسان کی فطرت کے مطابق ہے۔ معاشرے میں تعلقات اور لین دین کے بارے میں حکم ہے تو وہ ایسا کہ ایک عام آدمی جس کو نیکی کا خیال ہے وہ بغیر اپنا یا دوسرے کا نقصان کئے اس پر عمل کر سکتا ہے۔ پھر جن باتوں کی سمجھ نہ آئے یا بعض ایسے حکم ہیں جو بعض لوگوں کی ذہنی استعدادوں سے زیادہ ہوں، اور بعض گہری عرفان کی باتیں ہیں ان کے سمجھانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے زیادہ استعداد والوں کو علم دیا کہ انہوں نے ایسے مسائل آسان کر کے ہمارے سامنے رکھے دیئے۔ اور ہم احمدی خوش قسمت ہیں کہ اس زمانے میں ہمیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کی توفیق ملی جن کو اللہ تعالیٰ نے حَکَم اور عَدَل بنا کر بھیجا۔ جنہوں نے قرآن کریم کے ایسے چھپے خزانے جن تک ایک عام آدمی پہنچ نہیں سکتا تھا ان خزانوں کے بارے میں کھول کر وضاحت کر دی۔ تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ اور اس دعویٰ کے مطابق ہے کہ اگر تمہیں نصیحت حاصل کرنے کا شوق ہے تو ہم نے قرآن کریم کو آسان بنایا ہے۔ کیونکہ بعض معارف ایسے ہیں کہ ایک عام آدمی کی استعداد سے زیادہ ہیں، اس کی سمجھ سے بالا ہیں۔ ان کو کھولنے کے لئے فرمایا کہ میں اپنے پیاروں پر علم کے معارف کھولتا رہا ہوں اور رہتا ہوں اور اس زمانے میں یہ تمام دروازے مسیح موعود اور مہدی موعود پر کھول دیئے ہیں۔ پس انہوں نے جس طرح آسان کر کے، کھول کر قرآن کریم کی نصیحت ہمیں پہنچائی ہے اس پر عمل کرنا چاہئے۔ اور اگر کوئی ان نصائح پر عمل نہیں کرتا، جن کی خدا تعالیٰ سے علم پا کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وضاحت فرمائی ہے، تو یہ اس کی بدقسمتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو اپنی نصیحت کو آسان کر کے سمجھانے کے لئے اپنا نمائندہ بھیج دیا ہے، اس کی بات نہ ماننا بدقسمتی نہیں تو اور کیا ہے۔ اور اس کو نہ ماننے کا یہ نتیجہ نکل رہا ہے کہ جن نصائح اور اللہ تعالیٰ کی باتوں کو امام وقت نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر آسان کر کے دکھایا ہے، اس میں یہ لوگ اینچ پینچ تلاش کرتے ہیں اور بعض باتوں کو ناقابل عمل بنا دیا ہے۔ کچھ حکموں کو کہہ دیا کہ منسوخ ہو گئے۔ کچھ کو صرف قصہ کہانی کے طور پر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو کہہ دیا تھا کہ بعض باتیں صرف وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جن کو اللہ نے کامل علم دیا ہے۔ اور اب جبکہ اللہ اور اس کے رسول کے وعدے کے مطابق دین کو سنبھالنے والا ایک پہلوان حکم اور عدل آ گیا تو ان تفسیروں کو بھی ماننا ضروری ہے جو اس نے کی ہیں۔ بہرحال ایک احمدی کو خاص طور پر یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اس نے قرآن کریم پڑھنا ہے، سمجھنا ہے، غور کرنا ہے اور جہاں سمجھ نہ آئے وہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وضاحتوں سے یا پھر انہیں اصولوں پر چلتے ہوئے اور مزید وضاحت کرتے ہوئے خلفاء نے جو وضاحتیں کی ہیں ان کو ان کے مطابق سمجھنا چاہئے۔ اور پھر اس پر عمل کرنا ہے تب ہی ان لوگوں میں

شمار ہوسکیں گے جن کے لئے یہ کتاب ہدایت کا باعث ہے۔ورنہ تو احمدی کا دعویٰ بھی غیروں کے دعوے کی طرح ہی ہو گا کہ ہم قرآن کو عزت دیتے ہیں۔اس لئے ہر ایک اپنا اپنا جائزہ لے کہ یہ صرف دعویٰ تو نہیں؟ اور دیکھے کہ حقیقت میں وہ قرآن کو عزت دیتا ہے؟ کیونکہ اب آسمان پر وہی عزت پائے گا جو قرآن کو عزت دے گا اور قرآن کو عزت دینا یہی ہے کہ اس کے سب حکموں پر عمل کیا جائے۔قرآن کی عزت یہ نہیں ہے کہ جس طرح بعض لوگ شیلفوں میں اپنے گھروں میں خوبصورت کپڑوں میں لپیٹ کر قرآن کریم رکھ لیتے ہیں اور صبح اٹھ کر ماتھے سے لگا کر پیار کر لیا اور کافی ہو گیا اور جو برکتیں حاصل ہونی تھیں ہو گئیں۔ یہ تو خدا کی کتاب سے مذاق کرنے والی بات ہے۔ دنیا کے کاموں کے لئے تو وقت ہوتا ہے لیکن سمجھنا تو ایک طرف رہا، اتنا وقت بھی نہیں ہوتا کہ ایک دو رکوع تلاوت ہی کر سکیں۔ پس ہر احمدی کو اس بات کی فکر کرنی چاہئے کہ وہ خود بھی اور اس کے بیوی بچے بھی قرآن کریم پڑھنے اور اس کی تلاوت کرنے کی طرف توجہ دیں۔ پھر ترجمہ پڑھیں پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تفسیر پڑھیں۔ یہ تفسیر بھی تفسیر کی صورت میں تو نہیں لیکن بہر حال ایک کام ہوا ہے کہ مختلف کتب اور خطابات سے، ملفوظات سے حوالے اکٹھے کر کے ایک جگہ کر دیئے گئے ہیں اور یہ بہت بڑا علم کا خزانہ ہے۔ اگر ہم قرآن کریم کو اس طرح نہیں پڑھتے تو فکر کرنی چاہئے اور ہر ایک کو اپنے بارے میں سوچنا چاہئے کہ کیا وہ احمدی کہلانے کے بعد ان باتوں پر عمل نہ کر کے احمدیت سے دور تو نہیں جا رہا۔(بحوالہ خطبہ جمعہ 24/ستمبر 2004ء بیان فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:'' یہ سچ ہے کہ اکثر مسلمانوں نے قرآن شریف کو چھوڑ دیا ہے۔ لیکن پھر بھی قرآن شریف کے انوار و برکات اور اس کی تاثیرات ہمیشہ زندہ اور تازہ بتازہ ہیں چنانچہ میں اس وقت اس ثبوت کے لئے بھیجا گیا ہوں اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے اپنے وقت پر اپنے بندوں کو اپنی حمایت اور تائید کے لئے بھیجتا رہا ہے۔ کیونکہ اس نے وعدہ فرمایا تھا کہ اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ یعنی بے شک ہم نے اس ذکر (یعنی قرآن شریف) کو نازل کیا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں''۔(بحوالہ خطبہ جمعہ 24/ستمبر 2004ء بیان فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

پس واضح ہے کہ ہمیں بھی جو کچھ ملنا ہے قرآن کریم کی برکت سے ہی ملنا ہے اور برکت اس کے احکام پر عمل کرنے میں ہی ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:'' قرآن کو چھوڑ کر کامیابی ایک ناممکن اور محال امر ہے۔ اور ایسی کامیابی ایک خیالی امر ہے جس کی تلاش میں یہ لوگ لگے ہوئے ہیں۔ صحابہ کے نمونوں کو اپنے سامنے رکھو۔ دیکھو انہوں نے جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی اور دین کو دنیا پر مقدم کیا تو وہ سب وعدے جو اللہ تعالیٰ نے ان سے کئے تھے پورے ہو گئے۔ ابتداء میں مخالف ہنسی کرتے تھے کہ باہر آزادی سے نکل نہیں سکتے اور بادشاہی کے دعوے کرتے ہیں۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں گم ہو کر وہ پایا جو صدیوں سے ان کے حصے میں نہ آیا تھا''۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 409)

ایک روایت میں آتا ہے کہ، حضرت ابوموسیٰؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مومن قرآن کریم پڑھتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے اس کی مثال ایک ایسے پھل کی طرح ہے جس کا مزہ بھی عمدہ اور خوشبو بھی عمدہ ہوتی ہے۔ اور وہ مومن جو قرآن نہیں پڑھتا مگر اس پر عمل کرتا ہے اس کی مثال اس کھجور کی طرح ہے کہ اس کا مزہ تو عمدہ ہے مگر اس کی خوشبو کوئی نہیں۔ اور ایسے منافق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے اس خوشبو دار پودے کی طرح ہے جس کی خوشبو تو عمدہ ہے مگر مزا کڑوا ہے۔ اور ایسے منافق کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا ایسے کڑوے پھل کی طرح ہے جس کا مزا بھی کڑوا ہے جس کی خوشبو بھی کڑوی ہے۔ (بخاری کتاب فضائل القرآن باب اثم من رائی بقراۃ القرآن او تاکل بہ، او فجر بہ)

اس حدیث سے قرآن کریم کی مزید وضاحت یہ ہوتی ہے کہ نہ صرف تلاوت ضروری ہے بلکہ اس کو سمجھ کر اس پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔ جو قرآن کریم پڑھتے بھی ہیں اور اس پر غور بھی کرتے ہیں اور اس پر عمل بھی کرتے ہیں وہ ایسے خوشبو دار پھل کی طرح ہیں جس کا مزا بھی

اچھا ہے اور جس کی خوشبو بھی اچھی ہے۔ کیسی خوبصورت مثال ہے۔ کہ ایسا پھل جس کا مزا بھی اچھا ہے جب انسان کوئی مزید ار چیز کھاتا ہے تو پھر دوبارہ کھانے کی بھی خواہش ہوتی ہے۔ تو قرآن کریم کو جو اس طرح پڑھے گا کہ اس کو سمجھ آرہی ہوگی اس کو سمجھنے سے ایک قسم کا مزا بھی آرہا ہوگا اور جب اس پر عمل کر رہا ہو گا تو اس کی خوشبو بھی ہر طرف پھیلا رہا ہو گا۔ اس کے احکام کی خوبصورتی ہر ایک کو ایسے شخص میں نظر آرہی ہوگی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مذکورہ حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

پس ایسے لوگ ہی ہوتے ہیں جو تقویٰ میں ترقی کرنے والے اور راہ ہدایت پانے والے ہوتے ہیں۔ ان کے گھر کے ماحول بھی جنت نظیر ہوتے ہیں۔ ان کے باہر کے ماحول بھی پرسکون ہوتے ہیں۔ وہ بیوی بچوں کے حقوق بھی ادا کر رہے ہوتے ہیں۔ وہ ماں باپ کے حقوق بھی ادا کر رہے ہوتے ہیں۔ وہ صلہ رحمی کے بھی اعلیٰ معیار قائم کر رہے ہوتے ہیں۔ وہ ہمسایوں کے بھی حقوق ادا کر رہے ہوتے ہیں۔ وہ اپنے دنیاوی کاموں کے بھی حق ادا کر رہے ہوتے ہیں اور وہ جماعتی خدمات کو بھی ایک انعام سمجھ کر اس کی ادائیگی میں اپنے اوقات صرف کر رہے ہوتے ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے، رحمان کے بندے ہوتے ہیں۔ ان کے بچے بھی ایسے باپوں کو ماڈل سمجھ رہے ہوتے ہیں اور ان کی بیویاں بھی ان سے خوش ہوتی ہیں اور پھر ایسی بیویاں ایسے خاوندوں کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرتی ہیں، اپنے عملوں کو بھی ان کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرتی ہیں اور اس طرح ایسے لوگ بغیر کچھ کہے بھی خاموشی سے ہی ایک اچھے راعی، ایک اچھے نگران کا نمونہ بھی قائم کر رہے ہوتے ہیں۔ ان کا ہمسایہ بھی ان کی تعریف کے گیت گا رہا ہوتا ہے اور ان کا ماحول اور معاشرہ بھی ایسے لوگوں کی خوبیاں گنوا رہا ہوتا ہے۔ ان کا افسر بھی ایسے شخص کی فرض شناسی کے قصے سنا رہا ہوتا ہے اور اس کا ماتحت بھی ایسے اعلیٰ اخلاق کے افسر کے گن گا رہا ہوتا ہے اور اس کے لئے قربانی دینے کے لئے بھی تیار ہوتا ہے۔ اور اس کے دوست اور ساتھی بھی اس کی دوستی میں فخر محسوس کر رہے ہوتے ہیں۔ یہ خوبیاں ہیں جو قرآن پڑھ کر اس پر عمل کر کے ایک مومن حاصل کر سکتا ہے۔ بلکہ اور بھی بہت ساری خوبیاں ہیں۔ یہاں تو میں ساری گنوا نہیں سکتا۔ تو جس کو یہ سب کچھ مل جائے وہ کس طرح سوچ سکتا ہے کہ وہ قرآن کریم پڑھ کر اس پر عمل نہ کرے جب عمل کرنے کے بعد یہ سب کچھ حاصل ہو رہا ہے۔ اور پھر جو دوسری مثال اس میں دی کہ جو اتنی نیکی رکھتا ہے گو وہ باقاعدہ گھر میں تلاوت تو نہیں کر رہا ہوتا، ترجمہ پڑھنے والا تو نہیں ہے، اس پر غور کرنے والا تو نہیں ہے لیکن جب بھی جمعہ پر آتا ہے، درسوں پر آتا ہے، نیک لوگوں کی صحبت میں بیٹھتا ہے، وہاں قرآن کریم کی کوئی ہدایت کی بات سن لیتا ہے تو پھر اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تو وہ اس کا مزا تو نہیں لیتا جو قرآن کریم کو پڑھنے، سمجھنے اور غور کرنے سے حاصل ہو سکتا ہے لیکن اپنے اندر تبدیلیاں پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اس سے بھی وہ کچھ نہ کچھ حصہ لے رہا ہوتا ہے۔''

(بحوالہ خطبہ جمعہ 24/ستمبر 2004ء بیان فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں میں سے کچھ لوگ اہل اللہ ہوتے ہیں۔ راوی کہتے ہیں اس پر آپؐ سے دریافت کیا گیا یا رسول اللہ! خدا کے اہل کون ہوتے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرآن والے اہل اللہ اور اللہ کے خاص بندے ہوتے ہیں۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 3 صفحہ 128 مطبوعہ بیروت)

اہل اللہ بننے کے لئے جیسا کہ پہلی حدیث میں بیان فرمایا گیا ہے۔ قرآن کریم کو پڑھنے والے بھی بنیں اور اس پر عمل کرنے والے بھی بنیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:'' کامیاب وہی لوگ ہوں گے جو قرآن کریم کے ماتحت چلتے ہیں۔ قرآن کو چھوڑ کر کامیابی ایک ناممکن اور محال امر ہے''۔ (الحکم 31/ اکتوبر 1901ء)

پس ہم احمدیوں کو کامیابیاں حاصل کرنے کے لئے یہ نسخہ آزمانا چاہئے تا ہماری دین بھی سنور جائے اور دنیاوی مسائل بھی حل ہو جائیں۔ اللہ

تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطافرمائے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’یاد رکھو قرآن کریم حقیقی برکات کا سرچشمہ اور نجات کا سچا ذریعہ ہے۔ یہ ان لوگوں کی اپنی غلطی ہے جو قرآن کریم پر عمل نہیں کرتے۔عمل نہ کرنے والوں میں ایک گروہ تو وہ ہے جس کو اس پر اعتقاد ہی نہیں۔اور وہ اس کو خدا تعالیٰ کا کلام ہی نہیں سمجھتے۔یہ لوگ تو بہت دور پڑے ہوئے ہیں۔لیکن وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور نجات کا شفا بخش نسخہ ہے، اگر وہ اس پر عمل نہ کریں تو کس قدر تعجب اور افسوس کی بات ہے۔ان میں سے بہت سے تو ایسے ہیں جنہوں نے ساری عمر میں کبھی اسے پڑھا ہی نہیں۔پس ایسے آدمی جو خدا تعالیٰ کے کلام سے ایسے غافل اور لاپرواہ ہیں ان کی ایسی مثال ہے کہ ایک شخص کو معلوم ہے کہ فلاں چشمہ نہایت ہی مصفّٰی اور شیریں اور خنک ہے اور اس کا پانی بہت سے امراض کے واسطے اکسیر اور شفا ہے۔یہ علم اس کو یقینی ہے لیکن باوجود اس علم کے اور باوجود پیاسا ہونے اور بہت سی امراض میں مبتلا ہونے کے وہ اس کے پاس نہیں جاتا تو یہ اس کی کیسی بدقسمتی اور جہالت ہے، اسے تو چاہئے تھا کہ اس چشمے پر منہ رکھ دیتا اور سیراب ہو کر اس کے لطف اور شفا بخش پانی سے حظ اٹھاتا۔ مگر باوجود علم کے اس سے ویسا ہی دور ہے جیسا کہ ایک بے خبر اور اس وقت تک اس سے دور رہتا ہے جو موت آ کر خاتمہ کر دیتی ہے۔اس شخص کی حالت بہت ہی عبرت بخش اور نصیحت خیز ہے۔مسلمانوں کی حالت اس وقت ایسی ہی ہو رہی ہے۔وہ جانتے ہیں کہ ساری کامیابیوں کی کلید یہی قرآن شریف ہے جس پر ہم کو عمل کرنا چاہئے، مگر نہیں۔اس کی پروا بھی نہیں کی جاتی۔ایک شخص جو نہایت ہمدردی اور خیر خواہی کے ساتھ اور پھر نری ہمدردی ہی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے حکم اور ایماء سے اس طرف بلاوے تو اسے کذّاب اور دجّال کہا جاتا ہے۔اس سے بڑھ کر اور کیا قابلِ رحم حالت اس قوم کی ہو گی‘‘۔

فرمایا کہ: ’’مسلمانوں کو چاہئے تھا اور اب بھی ان کے لئے یہی ضروری ہے کہ وہ اس چشمہ کو عظیم الشان نعمت سمجھیں اور اس کی قدر کریں۔ اس کی قدر یہی ہے کہ اس پر عمل کریں اور پھر دیکھیں کہ خدا تعالیٰ کس طرح ان کی مصیبتوں اور مشکلات کو دور کر دیتا ہے۔کاش مسلمان سمجھیں اور سوچیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ایک نیک راہ پیدا کر دی ہے۔اور وہ اس پر چل کر فائدہ اٹھائیں‘‘۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 140-141، الحکم 24/ستمبر 1904)

اس سلسلہ میں دو احادیث کرتا ہوں:

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے قرآن کریم کے محرمات کو عملاً حلال سمجھ لیا اس کا قرآن پر کوئی ایمان نہیں یعنی جن چیزوں سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے ان کی کوئی پرواہ نہیں کی قرآن کریم کے جو احکامات ہیں ان پر عمل نہ کیا۔تو ایسا شخص لاکھ کہتا رہے کہ الحمد للہ میں مسلمان ہوں لیکن اللہ تعالیٰ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ کہتا ہے کہ نہیں تمہارا کوئی ایمان نہیں ہے۔کیونکہ تم قرآن کریم کے حکموں پر عمل نہیں کر رہے۔ پس ایسے لوگوں کو جو لوگوں کے حق مارتے ہیں ان کے حقوق غصب کر رہے ہیں اس حدیث کو سننے کے بعد سوچنا چاہئے کہ میرا ایمان جا رہا ہے، کس طرح اس کو واپس لے کے آنا ہے۔

پھر ایک روایت میں ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور فرمایا کہ عنقریب بہت سے فتنے پیدا ہوں گے دریافت کیا گیا کہ ان فتنوں سے خلاصی کی کیا صورت ہو گی اے جبرائیل! فرمایا کہ فتنوں سے خلاصی کی صورت کتاب اللہ ہے۔ پس جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ اپنے آپ کو اور اپنی نسلوں کو بچانے کے لئے اللہ تعالیٰ کی کتاب کی طرف توجہ دیں اس کو پڑھیں، اس کی تلاوت کریں۔ اس کے مطالب کی طرف بھی توجہ دیں اور جیسا کہ پہلے حدیث بیان ہو چکی ہے، اس کا مزا بھی لیں اور اس کی خوشبو بھی پھیلائیں۔ایک روایت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن کریم کو ظاہر کر کے پڑھنے والا، ظاہری طور پر صدقہ دینے والے کی طرح ہے اور قرآن کریم کو چھپا کر پڑھنے والا خفیہ طور پر چندہ دینے والے کی طرح ہے۔ پس جیسا کہ روایت میں ہے کہ صدقہ بلاؤں، خطرات اور فتنوں کو دور کرتا ہے، ان کو ٹالتا ہے۔قرآن کریم کا پڑھنا اور اس طرح پڑھنا کہ اس کی سمجھ بھی آ رہی ہو صدقے کے طور پر قبول ہو گا۔اور اس کی برکت

سے تمام فتنوں سے بھی بچا جا سکتا ہے تمام برائیوں سے بھی بچا جا سکے گا اور ابتلاؤں سے بھی بچا جا سکے گا۔

قرآن کریم کے پڑھنے کے بھی کچھ آداب ہیں اس کو بھی مدنظر رکھنا چاہئے۔حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے تین دن سے کم عرصے میں قرآن کریم کو ختم کیا اس نے قرآن کریم کا کچھ نہیں سمجھا۔ (ترمذی ابواب القراءۃ)۔بعض لوگوں کو بڑا فخر ہوتا ہے کہ ہم نے اتنے دن میں، ایک دن میں یا دو دن میں سارا قرآن کریم ختم کرلیا۔ یا ہم نے اتنے منٹ میں سیپارے ختم کر دیئے یا اتنا سیپارہ ختم کر دیا۔ بلکہ رمضان کے دنوں میں تو پاکستان میں (اور جگہوں پہ بھی ہوگا) غیروں کی مسجدوں میں مقابلہ ہوتا ہے کہ کون جلدی تراویح پڑھاتا ہے۔

قرآن کریم کس طرح پڑھنا چاہئے؟ اس کے بارے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:" انسان کو چاہئے کہ قرآن شریف کثرت سے پڑھے۔ جب اس میں دعا کا مقام آوے تو دعا کرے اور خود بھی خدا سے وہی چاہے جو اس دعا میں چاہا گیا ہے۔ اور جہاں عذاب کا مقام آوے تو اس سے پناہ مانگے۔ اور ان بداعمالیوں سے بچے جن کے باعث وہ قوم تباہ ہوئی۔ بلا مد دوحی کے ایک بالائی منصوبہ جو کتاب اللہ کے ساتھ ملاتا ہے وہ اس شخص کی ایک رائے ہے جو کہ کبھی باطل بھی ہوتی ہے، اور ایسی رائے جس کی مخالفت احادیث میں موجود ہو وہ محدثات میں داخل ہوگی۔ رسم اور بدعات سے پرہیز بہتر ہے۔ اس سے رفتہ رفتہ شریعت میں تصرف شروع ہو جاتا ہے۔ بہتر طریق یہ ہے کہ ایسے وظائف میں جو وقت اس نے صرف کرنا ہے وہی قرآن شریف کے تدبر میں لگاوے۔ دل کی اگر سختی ہو تو اس کے نرم کرنے کے لئے یہی طریق ہے کہ قرآن شریف کو ہی بار بار پڑھے۔ جہاں جہاں دعا ہوتی ہے وہاں مومن کا بھی دل چاہتا ہے کہ یہی رحمت الٰہی میرے بھی شامل حال ہو۔قرآن شریف کی مثال ایک باغ کی ہے کہ ایک مقام سے انسان کسی قسم کا پھول چنتا ہے پھر آگے چل کر ایک اور قسم کا پھول چنتا ہے۔ پس چاہئے کہ ہر ایک مقام کے مناسب حال فائدہ اٹھاوے۔ اپنی طرف سے الحاق کی کیا ضرورت ہے۔ ورنہ پھر سوال ہوگا کہ تم نے ایک نئی بات کیوں بڑھائی۔ خدا تعالیٰ کے سوا اور کس کی طاقت ہے کہ کہے فلاں راہ سے اگر سورۃ یاسین پڑھو گے تو برکت ہوگی ورنہ نہیں"۔ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 915 جدید ایڈیشن) یہ باتیں ہوتی ہیں کہ اس طرح سورۃ یاسین پڑھی جائے تو برکت ہوگی اور اگر اس طرح ہوگی تو نہیں ہوگی۔

پس اللہ تعالیٰ ہمیں نصیحت پر عمل کرنے اور اپنے دلوں کو پاک کرنے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بتائے ہوئے اصول کے مطابق غور اور تدبر سے پڑھنے کی توفیق بخشے۔ آمین

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:" قرآن شریف اپنی روحانی خاصیت اور اپنی ذاتی روشنی سے اپنے پیرو کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور اس کے دل کو منور کرتا ہے اور پھر بڑے بڑے نشان دکھلا کر خدا سے ایسے تعلقات مستحکم بخش دیتا ہے کہ وہ ایسی تلوار سے بھی ٹوٹ نہیں سکتے جو ٹکڑے ٹکڑے کرنا چاہتی ہے۔ وہ دل کی آنکھ کھولتا ہے اور گناہ کے گندے چشمہ کو بند کرتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے لذیذ مکالمہ مخاطبہ سے شرف بخشتا ہے اور علوم غیب عطا فرماتا ہے اور دعا قبول کرنے پر اپنے کلام سے اطلاع دیتا ہے"۔

(چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 309،308)

اللہ کرے کہ ہم خود بھی اور اپنے بیوی بچوں کو بھی اس طرف توجہ دلانے والے ہوں اور اپنے دلوں کو منور کرنے والے ہوں اور قبولیت دعا کے نظارے دیکھنے والے ہوں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نصرہ اللہ نصراً عزیزاً فرماتے ہیں کہ: میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ انصار اللہ کے ذمہ خلافت ثالثہ میں یہ لگایا گیا تھا کہ قرآن کریم کی تعلیم کو رائج کریں، قرآن کریم کی تلاوت کی طرف توجہ دیں۔ گھروں کو بھی اس نور سے منور کریں لیکن ابھی بھی جہاں تک میرا اندازہ ہے انصار اللہ میں بھی 100 فیصد قرآن کی تلاوت کرنے والے نہیں ہیں۔ اگر جائزہ لیں تو یہی صورتحال سامنے آئے گی۔ اور پھر یہ کہ اس کا ترجمہ پڑھنے والے ہوں آج انصار اللہ کا اجتماع بھی شروع ہو رہا ہے یہ بھی ان کے پروگرام میں ہونا چاہئے کہ اپنے گھروں میں خود بھی پڑھیں اور اپنے بیوی بچوں کی بھی نگرانی کریں

کہ وہ بھی اس پر عمل کرنے والے ہوں۔
پس بچوں کو بھی قرآن کریم پڑھنے کی عادت ڈالیں اور خود بھی پڑھیں۔ ہر گھر سے تلاوت کی آواز آنی چاہئے۔ پھر ترجمہ پڑھنے کی کوشش بھی کریں۔ اور سب ذیلی تنظیموں کو اس سلسلے میں کوشش کرنی چاہئے، خاص طور پر انصار اللہ کو کیونکہ میرے خیال میں خلافت ثالثہ کے دور میں ان کے ذمے یہ کام لگایا گیا تھا۔ اسی لئے ان کے ہاں ایک قیادت بھی اس کے لئے ہے جو تعلیم القرآن کہلاتی ہے۔ اگر انصار پوری توجہ دیں تو ہر گھر میں باقاعدہ قرآن کریم پڑھنے اور اس کو سمجھنے کی کلاسیں لگ سکتی ہیں۔ (خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 24/ستمبر 2004ء)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: ''میں بار بار کہتا ہوں اور بلند آواز سے کہتا ہوں کہ قرآن اور رسول کریم ﷺ سے سچی محبت رکھنا اور سچی تابعداری اختیار کرنا انسان کو صاحب کرامات بنا دیتا ہے''۔ (روحانی خزائن جلد 11، ضمیمہ انجام آتھم صفحہ 61)

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ''قرآن شریف پر تدبر کرو اس میں سب کچھ ہے۔ نیکیوں اور بدیوں کی تفصیل ہے۔ اور آئندہ زمانے کی خبریں ہیں وغیرہ۔ بخوبی سمجھ لو کہ یہ وہ مذہب پیش کرتا ہے جس پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا کیونکہ اس کے برکات اور ثمرات تازہ بتازہ ملتے ہیں۔ انجیل میں مذہب کو کامل طور پر بیان نہیں کیا گیا۔ اس کی تعلیم اس زمانے کے حسب حال ہو تو ہو، لیکن وہ ہمیشہ اور ہر حالت کے موافق ہرگز نہیں۔ یہ فخر قرآن مجید ہی کو ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں ہر مرض کا علاج بتایا ہے اور تمام قویٰ کی تربیت فرمائی ہے۔ اور جو بدی ظاہر کی ہے اس کے دور کرنے کا طریق بھی بتایا ہے۔ اس لئے قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہو اور دعا کرتے رہو اور اپنے چال چلن کو اس کی تعلیم کے ماتحت رکھنے کی کوشش کرو''۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 102 الحکم 17 جنوری 1907)

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ''قرآن شریف کو پڑھو اور خدا سے کبھی ناامید نہ ہو۔ مومن خدا سے کبھی مایوس نہیں ہوتا۔ یہ کافروں کی عادت میں داخل ہے کہ وہ خدا تعالیٰ سے مایوس ہو جاتے ہیں۔ ہمارا خدا عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ خدا ہے۔ قرآن شریف کا ترجمہ بھی پڑھو اور نمازوں کو سنوار سنوار کر پڑھو اور اس کا مطلب بھی سمجھو۔ اپنی زبان میں بھی دعائیں کر لو۔ قرآن شریف کو ایک معمولی کتاب سمجھ کر نہ پڑھو بلکہ اس کو خدا تعالیٰ کا کلام سمجھ کر پڑھو''۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 191۔ الحکم 17 جون 1902)

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم قرآن کریم کے مقام کو پہچانیں اور اپنی زندگیاں بھی سنوارنے والے ہوں اور اپنی نسلوں کی زندگیاں بھی سنوارنے والے ہوں۔ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو ہمیں نصائح فرمائی ہیں ان پر عمل کرنے والے ہوں۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب قرآن مجید دوسروں کے لئے نصیحت ہے تو یہ ہمارے لئے تو اور بھی زیادہ بڑھ کر ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے جو عمل نہیں کرتے، قرآن کریم میں آیا ہے کہ وَقَالَ الرَّسُوۡلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوۡمِی اتَّخَذُوۡا ہٰذَا الۡقُرۡاٰنَ مَہۡجُوۡرًا (سورۃ الفرقان آیت 13)۔ اور رسول کہے گا اے میرے رب یقیناً میری قوم نے اس قرآن کو متروک کر چھوڑا ہے۔ پس احمدیوں کو ہمیشہ فکر کرنی چاہئے کیونکہ ماحول کا بھی اثر ہو جاتا ہے۔ دنیاداری بھی غالب آجاتی ہے۔ کوئی احمدی کبھی بھی ایسا نہ رہے جو کہ روزانہ قرآن کریم کی تلاوت نہ کرتا ہو، کوئی احمدی ایسا نہ ہو جو اس کے احکام پر عمل نہ کرتا ہو۔ اللہ نہ کرے کہ کبھی کوئی احمدی اس آیت کے نیچے آجائے کہ اس نے قرآن کریم کو متروک چھوڑ دیا ہو۔ پس اس کے لئے توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ جو کمیاں ہیں ہر ایک کو اپنا اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ ہمارے اندر کوئی کمی تو نہیں۔ ہم نے قرآن کریم کو چھوڑ تو نہیں دیا۔ تلاوت باقاعدگی سے ہو رہی ہے یا نہیں۔ ترجمہ پڑھنے کی کوشش ہو رہی ہے کہ نہیں۔ تفسیر سمجھنے کی کوشش ہو رہی ہے کہ نہیں۔ متروک چھوڑنے کا مطلب یہی ہے کہ اس کے حکموں پر عمل نہیں کر رہی نہ اللہ کے حقوق ادا کر رہے ہیں نہ بندوں کے حقوق ادا کر رہے ہیں۔ ایسی صورت میں جب ہر کوئی اپنا جائزہ لے تو ہر ایک کو اپنا علم ہو جائے گا کسی کو بتانے کی ضرورت نہیں رہے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآنی تعلیم پر کماحقہ عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین ثم آمین

Love For All Hatred For None

Nasir Shah (Prop.)
Gangtok, Sikkim

Watch Sales & Service
All kind of Electronics
Export & Import Goods &
V.C.D. and C.D. Players
are available here

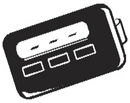
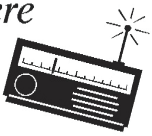

Near Ahmadiyya Muslim Mission
Gangtok, Sikkim
Ph.: 03592-226107, 281920

NAVNEET JEWELLERS

Ph.: 01872-220489 (S)
220233, 220847 (R)

CUSTOMER'S SATISFACTION IS OUR MOTTO

FOR EVERY KIND OF
GOLD & SILVER ORNAMENTS

(All kinds of rings & "Alaisallah" rings also sold here)

Navneet Seth, Rajiv Seth
Main Bazzar Qadian

Prop. **Mahmood Hussain**
Cell : 9900130241

MAHMOOD HUSSAIN
Electrical Works

Generator & Motor Rewinding Works
Generator Sales & Service
All Generators & Demolishing Hammer Available On Hire

Near Huttikuni Cross, Market Road, YADGIR

Prop.
Mr. Mazhar ul Haq & Bro's

08182-640054
9448786601
9632888611

J. S. TRANSPORTS
Handling & Transport Contractor

2nd Cross, Sheshadri Puram,SHIMOGA.
E-mail: jstransports@gmail.com

NUSRAT
MOTORS RE-WINDING

Cell :9902222345
9448333381

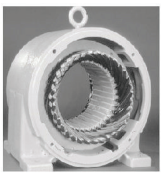

Spl. in :
All Types of Electrical Motor Re-Winding,
Pump Set, Starters & Panel Repairing Centre.

HATTIKUNI ROAD, YADGIR - 585201

دیوبند سے قادیان تک

محترم حافظ محمد ریحان صاحب

خاکسار کا صوبہ اتر پردیش ضلع سہارنپور گاؤں چھدبنا سے تعلق ہے۔ خاکسار ابتداء سے مسلمان اور دیوبندی فرقہ سے تعلق رکھتا تھا۔ 1999ء میں خاکسار مدرسہ کاشف العلوم چھٹمل پور ضلع سہارنپور میں درجہ ثانیہ کا طالب علم تھا۔ کلاس کا پہلا دن تھا۔ ہمارے صَرف کے استاد محترم مولانا اشتیاق صاحب قاسمی نے نصائح کیں کہ آج کل حالات بہت خراب ہیں اچھی کتابوں کا مطالعہ کیا کریں بعض ایسی کتب ہیں جن کو پڑھنے سے انسان گمراہ ہوجاتا ہے مثلاً قادیانی کتب۔ یہ ہمارے لئے ایک نئی بات تھی ہم نے استاذی المحترم سے معلوم کیا کہ یہ قادیانی کیا ہوتے ہیں۔ جس پر آپ نے بتایا کہ پنجاب میں ایک شہر قادیان ہے جہاں مرزا غلام احمد قادیانیؑ نے جنت دوزخ بنائی ہے جو ان کی بات مانتا ہے اس کو جنت میں رکھتے ہیں اور وہاں پر جنت میں ہر نعمت موجود ہے لیکن وہ وہاں ایک مشروب پلاتے ہیں جس کے بعد انسان خود بخود اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منحرف ہوجاتا ہے اور وہ مرزا غلام احمد قادیانیؑ کو ہی خدا اور نبی مانتا ہے۔ اس پر ہمیں بڑی حیرانی ہوئی جس پر خاکسار اور ایک دوست مکرم حافظ محمود الحسن صاحب نے ارادہ کیا کہ یہ جنت ضرور دیکھنی ہے۔ اس کے بعد ہی سے ہمارا مدرسہ کی پڑھائی میں بالکل بھی دل نہیں لگتا تھا۔ ہم ایک دن مدرسہ سے فرار ہوگئے کہ قادیان جائیں۔ قادیان کا پتہ ہمیں معلوم نہیں تھا اس لئے قادیان نہیں آسکے۔ خاکسار مہاراشٹرا کے ایک گاؤں میں تراویح پڑھاتا تھا۔ ہم دونوں دوست وہاں چلے گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد میرے دوست کی ملاقات جماعت احمدیہ شولاپور کے سرکل انچارج مکرم عقیل سہارنپوری صاحب سے ہوئی۔ جس پر خاکسار نے بھی عقیل صاحب سے ملاقات کی۔ جس پر موصوف نے دن بھر ہم کو تبلیغ کی لیکن ہم پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ اس پر ہم نے عقیل صاحب سے رخصت لی۔ جب وہ ہم کو رخصت کرنے لگے ان کے ساتھ ان کی ڈھائی سالہ بیٹی عزیزہ شازیہ گود میں تھی جس پر اس بچی کو کہا کہ بیٹا انکل کو کلمہ سناؤ اس پر اس بچی نے تتلاتے ہوئے کلمۂ توحید سنایا۔ ہم نے اس کو پوچھا ہمارے نبی کا نام کیا ہے جس پر اس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیا، کہاں پیدا ہوئے اس نے کہا مکہ میں۔ بچی کے ان جوابات سے ہم حیران ہوگئے اور ہم راستے میں ہی ذکر کرتے رہے کہ قادیانی کیوں اپنے بچوں کو اسلامی تعلیمات بتارہے ہیں۔ اس کے بعد ہمیں عثمان آباد کی جماعت میں جانے کا موقع ملا۔ جب ہم مسجد میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ جلی حرفوں میں کلمۂ توحید لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا ہے۔ پس ہم نے کہا کہ قادیانی مسجد میں ہمارا کلمہ! اس کے بعد نماز مغرب ادا کی جو کہ بالکل وہی تھی جو ہم ادا کرتے ہیں۔ اس کے بعد وہاں اطفال الاحمدیہ کی کلاس لگائی جس پر بچوں نے مکمل نماز باترجمہ سنائی۔ جس پر ہماری حیرانی کی انتہا نہ رہی یہ کیسے کافر ہیں جو اپنے بچوں کو باترجمہ نماز سکھا رہے ہیں۔ عثمان آباد میں وہاں

کی جماعت کے اخلاق، مہمان نوازی اور تبلیغ سے چند دنوں کے بعد ہم نے بیعت کر لی۔ لیکن ہمارے دل مکمل طور پر مطمئن نہیں ہو سکے اور یہ خیال آتا تھا کہ اتنے بڑے بڑے علماء دنیا میں ہیں ان کو اللہ نے کیوں نہیں بتایا کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام آ گئے ہیں۔

2000ء کے جلسہ میں قادیان آنے کا موقع ملا۔ ماہ جنوری 2001ء میں جامعۃ المبشرین میں داخلہ لے لیا۔ اس کے بعد ہم نے تحقیق شروع کر دی۔ جو سوالات بھی ہم اساتذہ کرام سے پوچھتے تھے مدلل جوابات ملتے تھے جس سے ہم مطمئن ہو جاتے تھے۔ اسی اثناء میں خاکسار کے گھر والوں کو خاکسار کے قادیان میں ہونے کا علم ہو گیا۔ خاکسار کے والد صاحب قادیان آئے اور چند دن کی چھٹی لے کر ہم کو ہمراہ لے گئے۔ جس پر خاکسار نے والد صاحب کو کہا کہ ہم نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی بیعت کر لی ہے اب ہم اپنے ایمان سے پیچھے نہیں ہٹ سکتے اگرچہ آپ ہمیں اپنے گھر اور حقوق سے بے دخل ہی کیوں نہ کر دیں۔ اس پر والد صاحب نے کہا کہ اگر احمدیت میں سچائی ہے تو ہم بھی تحقیق کر کے جماعت میں شامل ہو جائیں گے۔ لیکن اگر صرف یہاں پر پیسہ اور نوکری ہی ہے تو ہم اپنی آخرت خراب نہیں کر سکتے کیونکہ ہم نے تو تم کو دین کی تعلیم اسی غرض کے لئے دلوائی تا کہ ہماری آخرت سنور جائے۔ جب خاکسار والد صاحب کے ساتھ قادیان سے اپنے گاؤں پہنچا تو گاؤں والوں کا ہجوم اکٹھا ہو گیا اور انہوں نے والد صاحب سے کہا کہ کیا واقعی قادیان میں جنت ہے؟ جس پر والد صاحب نے کہا کہ میں نے جنت تو وہاں نہیں دیکھی لیکن وہاں جنت سا سکون محسوس کیا ہے۔ اس کے بعد والد صاحب نے کہا کہ تم خاموش رہو ہم تحقیق کریں گے پھر جب بھی کوئی مولوی چندہ لینے کے لئے ہمارے گھر آتے تھے تو والد صاحب خاکسار کو بلاتے تھے اور ان سے پوچھتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہاں ہیں؟ جس پر وہ کہتے تھے آسمان پر ہیں۔ خاکسار جب ان مولویوں کو قرآن وحدیث سے دلائل دے کر خاموش کرا دیتا تھا تو والد صاحب اور بھائیوں پر کافی اثر پڑتا تھا۔ اسی اثناء میں خاکسار کے بڑے بھائی مکرم احسان صاحب نے خواب میں دیکھا کہ ایک خشک کنواں ہے وہاں احمدیت کے متعلق بحث ہو رہی ہے جس پر کہا گیا کہ اگر احمدیت سچی ہے تو اس میں سے پانی نکل آئے گا جب کنویں میں دیکھا گیا تو فوراً کنویں سے پانی باہر آ گیا اس کے بعد ان کو کچھ اطمینان ہوا۔

2002ء ماہ مئی میں خاکسار کو مکرم حافظ محمود الحسن صاحب کے ہمراہ مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں جانے کا موقع ملا۔ خاکسار نے وہاں موجود طلباء کو احمدیت کے متعلق بحث کے لئے للکارا جس پر وہاں کے طلباء نے ہم کو مارنے کا پلان بنایا ہم نے وہاں سے بھاگنے کی کوشش کی جس پر خاکسار کے دوست بھاگ گئے لیکن خاکسار پکڑا گیا۔ جس پر وہاں کے طلباء نے خاکسار کو بہت مارا اور کلمہ سنانے کا مطالبہ کیا جب خاکسار نے کلمہ توحید لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ سنایا تو انہوں نے اور مارا اور کہا کہ اپنا کلمہ سناؤ۔ اس پر خاکسار نے کہا کہ ہمارا کلمہ تو یہی ہے اگر اور کوئی کلمہ ہو تو بتاؤ اس پر انہوں نے اور مارا کہ کافر ہمارے اوپر الزام لگاتے ہو جس پر خاکسار خاموش ہو گیا پھر مدرسہ کے مولویوں نے خاکسار کو ایک کمرے میں بند کر کے اندر سے دروازہ بند کر دیا جس پر خاکسار خاموشی کے ساتھ دعائیں کرتا رہا اور خاکسار کو محسوس ہونے لگا کہ آج شہادت کا دن ہے کیونکہ تقریباً تین ہزار طلباء خاکسار کو مارنے کے لئے شور مچا رہے تھے کہ اس کافر کو باہر نکالو ہم اس کو ماریں گے یہ ہمارا ایمان خراب کرنے آیا ہے اسی اثناء میں دو نوجوان وہاں آ گئے اور انہوں نے دروازہ کھلوایا اور پوچھا کیا معاملہ ہے؟ جس پر ان کو بتایا گیا کہ یہ انگریزوں کا ایجنٹ ہے ہمارا ایمان خراب کرنے آیا ہے اس پر نوجوانوں نے کہا کہ اگر واقعی انگریزوں کا ایجنٹ ہے اور مارا گیا تو آپ لوگوں کے لئے بہت مشکل ہو جائے گی۔ آج کل ویسے بھی امریکہ کے افغانستان پر حملے چل رہے ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ اس کو جانے دو جس پر سب خاموش ہو گئے اور نوجوانوں نے خاکسار کو وہاں سے نکالا اور کہا کہ جاؤ یہاں سے چلے جاؤ۔ جس پر خاکسار ایک رکشہ میں بیٹھ کر مکرم ذاکر خان صاحب صدر جماعت سہارنپور

کے مکان پر پہنچ گیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے معجزانہ رنگ میں خاکسار کی جان بچائی۔
اگرچہ خاکسار کے والدین اور بھائی وغیرہ احمدیت کو سمجھ چکے تھے لیکن برادری کے سامنے وہ بے بس تھے اور یہی کہتے تھے کہ ہم اپنی برادری کو نہیں چھوڑ سکتے۔ 2004ء ماہ اپریل میں خاکسار کی شادی ایک پرانی جماعت امروہہ میں بالکل خاموشی کے ساتھ ہوگئی۔ لیکن گاؤں والوں اور رشتہ داروں کو جب معلوم ہوا تو اور مخالفت شروع ہوگئی۔ ماہ مئی 2004ء میں خاکسار کے ایک بڑے بھائی کی شادی سہارنپور میں ایک غیراحمدی گھرانے میں ہونے لگی اس میں خاکسار بھی اپنی اہلیہ کے ساتھ شریک ہونے کے لئے گیا۔
جس پر گاؤں میں ایک پنچایت بلائی گئی اور والد صاحب سے یہ تحریر لی گئی کہ آپ اپنے بیٹے حافظ ریحان اور اس کی بیوی سے کوئی تعلق نہیں رکھیں گے اور یہ کبھی گاؤں میں نہیں آئیں گے۔
اس پر والد صاحب نے پنچایت میں اقرار کرلیا اور کہا کہ یہ بھائی کی دعوت ولیمہ کے بعد چلا جائے گا اور کبھی لوٹ کر واپس نہیں آئے گا لیکن دعوت ولیمہ سے ایک دن پہلے گاؤں کے شرارتی طبع لوگوں نے پھر پنچایت بلائی اور والد صاحب کو بلایا گیا اور کہا گیا کہ اپنے قادیانی بیٹے کو فوراً گاؤں سے نکال دو جس پر والد صاحب نے کہا کہ مجھ سے یہ تحریر میں لے لیا جاچکا ہے کہ یہ شادی کے بعد چلا جائے گا۔ جس پر گاؤں والوں نے کہا کہ نہیں ابھی اس کو گاؤں سے نکالو جس پر والد صاحب نے غصہ سے کہا کہ خاکسار کا بیٹا قرآن اور حدیث سے دلائل دیتا ہے اور سچی باتیں کرتا ہے اب میں اس کو گھر سے نہیں نکالوں گا بلکہ ہمارا پورا گھر قادیانی ہے جس پر گاؤں کے لوگ اور بھڑک گئے اور دعوت ولیمہ کے تمام برتن اٹھا کر لے گئے اور مساجد میں اعلان کرایا کہ اکبر علی کے یہاں کوئی ولیمہ میں شامل نہیں ہوگا اور نہ ہی کوئی رشتہ دار ان کے گھر آئے گا۔
اب ان کے گھر والوں اور رشتہ داروں کو کوئی آٹو رکشہ میں نہیں بٹھائے گا اور اگر غیرمسلم رکشہ میں یہ لوگ بیٹھیں گے تو تمام مسلمان فوراً اس آٹو رکشہ کو خالی کر دیں گے۔ اس طرح آٹو رکشہ والے کو ایک دو سواری کے لئے پورے آٹو رکشہ کا کرایہ دیا جاتا تھا۔ اس طرح خاکسار کے گھر والوں کا مکمل بائیکاٹ کر دیا گیا اور آج تک یہ جاری ہے۔ فروری 2005ء کو اچانک حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے والدہ محترمہ کی وفات ہوگئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔
سب سے بڑا سوال یہ پیدا ہوا کہ تدفین کہاں ہو گی۔ غیر مسلم احباب جو کہ ہمارے ہمدرد تھے ان سے مشورہ کیا تو یہی بہتر سمجھا کہ اپنے آبائی کھیت میں تدفین کی جائے۔ لیکن خاندان اور تمام رشتہ داروں نے کہا کہ قبرستان میں ہی تدفین ہونی چاہئے۔ جب قبرستان میں قبر کھودنے کے لئے گئے تو گاؤں کے مخالفین ہتھیار لے کر پہنچ گئے کہ یہاں کسی کافر کو دفن نہیں ہونے دیں گے جس پر گاؤں کے لوگوں اور رشتہ داروں نے پریشر ڈالا کہ احمدیت سے توبہ کر لے تو ہم قبرستان میں تدفین ہونے دیں گے۔ جس پر والد صاحب نے انکار کر دیا اور آخر کار اپنی آبائی زمین میں والدہ صاحبہ کی تدفین عمل میں آئی اور کچھ حصہ زمین کا احمدیہ قبرستان کے نام کر دیا۔ جس پر مزید زمین جماعت نے وہاں خرید لی۔ اس کے بعد لوکل اخبارات نے اس بات کو شائع کیا کہ قادیانی عورت کو قبرستان کی دو گز زمین بھی نصیب نہیں ہوئی جس کے بعد مخالفت کی آگ اور بڑھ گئی اور ہم پر زمین اور تنگ کر دی گئی۔ گھر سے نکلنا مشکل ہوگیا بچوں کو اسکول سے نکال دیا۔ مدرسہ مظاہر العلوم کے علماء نے آکر مسجد میں اعلان کر دیا کہ قادیانی گھر میں سے کسی کو بھی قتل کر دیں۔ قاتل کے تمام اخراجات (گھریلو اور مقدمہ کے) مدرسہ کی ذمہ داری ہو گی۔ جب یہ بات غیرمسلم لوگوں کو معلوم ہوئی جو کہ ہمارے ہمدرد تھے تو انہوں نے گاؤں کے غیر احمدی معزز لوگوں کو بلایا اور کہا کہ اگر قادیانی گھر کے کسی فرد کو بھی کوئی نقصان پہنچا تو ہم ہندوؤں کو اکٹھا کریں گے جس سے یہاں ہندو مسلم فساد ہوگا۔ جس پر یہ شرپسند لوگ خاموش ہو گئے اور وقتی طور پر مخالفت میں تھوڑی کمی آئی۔ ہماری بڑی بہن جو کہ غیراحمدی تھیں، انہوں نے والد صاحب پر بہت پریشر ڈالا کہ خدا کے لئے احمدیت چھوڑ دیں جس پر والد صاحب نے کہا کہ یہ ممکن نہیں ہے۔

2005 ء کے رمضان میں خاکسار کی بڑی بہن مکرمہ شہناز پروین صاحبہ نے بہت دعائیں کیں کہ یا اللہ مجھ پر سچائی کھول دے جس پر انہوں نے مندرجہ ذیل خوابیں دیکھیں۔

پہلی خواب: انہوں نے رمضان المبارک میں پہلی خواب دیکھی جس میں والدہ مرحومہ کہہ رہی ہیں کہ شہناز تم اپنے ابا اور بھائی کو پریشان مت کرو کیونکہ یہ جس جماعت میں ہیں وہ سچی جماعت ہے جس سے ان کو کافی اطمینان ہوگیا۔

دوسری خواب: اسی رمضان میں دوسری خواب دیکھی کہ والدہ صاحبہ مرحومہ ایک خوبصورت جگہ میں ہیں جہاں چھوٹے چھوٹے بچے کھیل رہے ہیں اور بہت خوش ہیں۔ انہوں نے بہن کو کھانے کے لئے بریانی دی اور پاس میں ہی ایک دریا بہہ رہا ہے اس سے پانی پلایا بہن کا بیان ہے کہ اس سے زیادہ لذیذ تر پانی اور اس سے زیادہ شیریں پانی کبھی نہیں پیا۔

تیسری خواب: ہمارے کھیت میں چار خوبصورت گھر بنے ہوئے ہیں۔ والدہ صاحبہ مرحومہ وہاں موجود ہیں۔ اس پر بہن نے والدہ مرحومہ سے کہا کہ ماں تیرے بیٹے تو پانچ ہیں جبکہ گھر صرف چار ہی ہیں۔ اس پر والدہ مرحومہ نے کہا کہ فیضان جو کہ خاکسار سے بڑا بھائی ہے وہ ان میں سے نہیں ہے۔ اس لئے اس کا گھر نہیں ہے۔ جب کہ اس وقت وہ بھائی احمدی تھا لیکن بدقسمتی سے وہ بھائی 2010 ء میں بغیر کسی وجہ سے بیوی کے بہکاوے میں آکر احمدیت سے مرتد ہوگیا۔ اس کے بعد خاکسار کی بہن نے بھی بیعت کر لی۔ الحمدللہ۔

الحمدللہ خاکسار عرصہ بیس سال سے بطور واقف زندگی خدمت بجا لانے کی توفیق پا رہا ہے۔ عرصہ نوسال میدان عمل میں صوبہ ہریانہ، اتراکھنڈ، (امیٹا) یوپی، (احمد آباد) گجرات میں خدمت بجا لانے کی توفیق ملی اور 2009 ء تا حال جامعہ احمدیہ میں بطور استاد حفظ کلاس کی توفیق مل رہی ہے۔ خاکسار کے والد صاحب صدر جماعت سہارنپور رہیں۔ بڑے بھائی نائب صدر چندیگڑھ ہیں اور دو بھائی قادیان میں مقیم ہیں۔ آخر میں قارئین کرام کی خدمت میں گزارش ہے کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ خاکسار کو وہ عمل کرنے کی توفیق دے جس سے اس کی رضا حاصل ہو اور اللہ خاکسار کے باقی خاندان اور رشتہ داروں کو بھی احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ ❁❁❁

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡفِقُوۡا مِمَّا رَزَقۡنٰكُمۡ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ يَّاۡتِىَ يَوۡمٌ لَّا بَيۡعٌ فِيۡهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ؕ وَالۡكٰفِرُوۡنَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ○ (البقرہ:255)

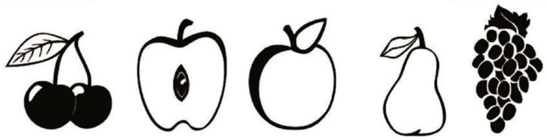
AHMAD FRUIT AGENCY
Commission & Forwarding Agents :
Asnoor, Kulgam (Kashmir)
Hqrt. Dar Fruit Co.
Kulgam
B.O. Ahmad Fruits
Mobiles : 9622584733,7006066375,9797024310

Asifbhai Mansoori
9998926311
Sabbirbhai
9925900467

LOVE FOR ALL
HATRED FOR NONE

Your's
CAR SEAT COVER
Mfg. All Type of Car Seat Cover
E-1 Gulshan Nagar, Near Indira Nagar
Ishanpur, Ahmadabad, Gujrat 384043

اردو گوشۂ ادب

کلام حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ

دنیا کے کام بے شک کرتا رہوں گا میں بھی
لیکن میں جان و دل سے اس یار کا رہوں گا
برقی خیال دل میں، سر میں رہے گا سودا
اس یار کو میں بھولوں اتنا نہ محو ہوں گا
چمکوں گا میں فلک پر جیسے ہو کوئی تارا
بھولوں کو راہ پہ لاوے ایسی میں شمع ہوں گا
سورج کی روشنی بھی مدہم ہو جس کے آگے
ایساہی نورحاصل اس نور سے کروں گا
عالَم کو میں معطر کردوں گا اس مہک سے
خوشبو سے جس کی ہر دم مدہوش میں رہوں گا
اخلاق میں میں افضل، علم وہنر میں اعلیٰ
احمدؐ کی رہ پہ چل کر بدر الدجیٰ بنوں گا
سارے علوم کا ہاں منبع ہے ذات جس کی
اس سے میں علم لے کر دنیا کو آگے دوں گا
مجھ میں تڑپ وہ ہوگی بجلی بھی جھینپ جائے
دل عشق سے بھروں گا اور بے قرار ہوں گا
پھر برق میں بنوں گا جل کرمیں خاک ہوں گا
اکسیر جو بنادے اکسیر میں وہ ہوں گا
جو کچھ کہوں زباں سے ناصر میں کر دکھاؤں
ہو رحم اے خدایا! تا تیرے فضل پاؤں

(ڈائری 14 مارچ 1928ء حیات ناصر صفحہ 58۔59)

بنیادی مسائل کے جوابات (قسط نمبر 41)

(مرتبہ: ظہیر احمد خان انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

(امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھے جانے والے بنیادی مسائل پر مبنی سوالات کے بصیرت افروز جوابات)

سوال: ایک غیر از جماعت خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں اپنی اور اپنے بھائی کی بعض خوابیں لکھ کر ان کے بارے میں حضور انور سے راہنمائی چاہی، نیز جماعت کے بارے میں اپنے بعض سوالات کے جواب بھی حضور انور سے دریافت کیے۔ اسی طرح ایک احمدی لڑکے سے شادی کرنے کی اجازت بھی مانگی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 22/ اگست 2021ء میں اس خط کے جواب میں درج ذیل ہدایات عطا فرمائیں۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: جہاں تک شادی کا تعلق ہے تو اگر وہ لڑکا بھی آپ سے شادی کرنا چاہتا ہے تو اسے خود یہ بات پوچھنی چاہیے۔ آپ نے اپنی اور اپنے بھائی کی جو خوابیں تحریر کی ہیں، ان میں سفید پرندوں، سفید گھروں اور ان گھروں میں خانہ کعبہ کے ہونے کا خاص طور پر ذکر ہے۔ خواب میں سفید رنگ نیکی، خیر و برکت اور دین کی صفائی کی علامت ہوتی ہے۔ پرندے روحانی ترقی کی علامت ہوتے ہیں۔ اور کسی گھر میں خانہ کعبہ کا ہونا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس گھر میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی شامل ہے اور گھر والوں کے دین کی اصلاح اور ان کے ہر قسم کے خوف سے امن میں ہونے کی دلیل ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کی راہ حق اور حقیقی اسلام کی طرف راہنمائی فرمائے اور آنحضورؐ کی پیشگوئیوں کے عین مطابق مبعوث ہونے والے مسیح محمدی علیہ السلام کو پہچاننے، ان کے دعاوی کو صدق دل سے قبول کرنے اور ان کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر اپنی دنیا و آخرت سنوارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اتمام حجت ہو جانے کے بعد بھی آنحضورؐ کے غلام صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مانے بغیر اس دنیا سے کوچ کر جانے والوں کو آخرت میں کئی قسم کے ہم و غم کا تو بہر حال سامنا کرنا پڑتا ہے کیونکہ وہ سید الرسل نبی آخر الزماں خاتم النبیین حضرت اقدس محمد مصطفیٰؐ کے احکامات کی تعمیل کیے بغیر اس دنیا سے رخصت ہوئے ہوتے ہیں۔ خواب میں آپ کے والد صاحب کا وفات کے بعد خوفناک مناظر کے دیکھنے کا بیان اسی انذار کی طرف اشارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ رحم کا سلوک فرمائے اور ان کی اولاد کو سچائی پہچاننے اور اسے قبول کر کے ان کے حق میں مقبول دعاؤں کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

باقی جہاں تک آپ کے سوالوں کا تعلق ہے تو ان کے تفصیلی جوابات تو ہمارے سلسلہ کی مختلف کتب میں موجود ہیں، وہاں سے آپ یہ تفصیلی جواب پڑھ سکتی ہیں۔ یہاں اختصار کے ساتھ میں ان کا جواب آپ کو بتا دیتا ہوں۔

ا۔ علمائے دین اور عقل رکھنے کا دعویٰ کرنے والے مسلمانوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت میں پوری ہونے والی پیشگوئیوں اور نشانیوں کا نظر نہ آنا کوئی تعجب کی بات نہیں۔ کیونکہ ایمان اللہ تعالیٰ

کے فضلوں سے نصیب ہوتا ہے۔ صرف کسی کے علم اور عقل کی بنا پر حاصل نہیں ہو جاتا۔ اس کی سب سے بڑی مثال ہمارے آقا و مولا حضرت اقدس محمدؐ کے نور نبوت کو حضرت بلال رضی اللہ عنہ جیسے ایک ان پڑھ اور ناخواندہ غلام نے تو پہچان لیا لیکن مکہ کی وادی کا سردار اور حکمت کا باپ کہلانے والا (ابوالحکم) اس نور کو نہ دیکھ سکا اور اس نور نبوت کو نہ ماننے کے نتیجہ میں ابوجہل کہلایا۔

۲۔ آنحضورؐ کے اپنی ذات کے بارہ میں لا نبی بعدی کے الفاظ فرمانے کی حقیقت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (جن کے بارہ میں حضورؐ نے ارشاد فرمایا تھا کہ دین کا نصف علم عائشہ سے سیکھو) نے اس طرح بیان فرمائی کہ قُوْلُوْا خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ وَلَا تَقُوْلُوْا لَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ. (مصنف ابن ابی شیبہ جزء 6 حدیث نمبر 219) یعنی تم حضورؐ کو خاتم النبیین تو کہو لیکن یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد نبی نہیں ہو گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس فرمان کی وجہ یہ تھی کہ حضورؐ اور خلافت راشدہ کا زمانہ گزرنے کے بعد لوگ اس غلط فہمی کا شکار ہونا شروع ہو گئے تھے کہ آپؐ کے بعد ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند ہو گیا۔ حضرت عائشہؓ چونکہ آخرین میں مبعوث ہونے والے مسیح محمدی کے بارے میں قرآن کریم اور حضورؐ کی بیان فرمودہ دیگر بشارات سے بھی واقف تھیں اس لیے آپ نے اس زمانہ میں لوگوں میں پیدا ہونے والی اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لیے یہ ارشاد فرمایا کہ وہ حضورؐ کو خاتم النبیین (نبیوں کی مہر) تو کہیں یعنی اب جو بھی نبی دنیا میں مبعوث ہو گا وہ صرف اور صرف حضورؐ کی اتباع اور آپ کے فیوض کی برکت سے ہو گا اور حضورؐ ہی کی شریعت کے تابع ہو گا۔ لیکن یہ نہ کہیں کہ آپ کے بعد کسی بھی قسم کا نبی نہیں آسکتا۔ کیونکہ یہ بات حضورؐ کے خاتم النبیین کے مقام کے منافی ہے۔ حضورؐ کا مقام خاتم النبیین ثابت ہی تب ہوتا ہے جب آپ کا کوئی امتی آپؐ کے فیوض و برکات اور آپؐ کی اتباع و اطاعت کی بدولت آپ سے ظلی، بروزی اور امتی نبوت کا مقام حاصل کرے۔ اس حقیقت کو بیان کرتے ہوئے بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افترا کرنا لعنتیوں کا کام ہے کہ اس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرّہ کے خدا کی اس کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی جس کی سچائی اس کے متواتر نشانوں سے مجھ پر کھل گئی ہے اور میں بیت اللہ میں کھڑے ہو کر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے وہ اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفیٰؐ پر اپنا کلام نازل کیا تھا۔ میرے لئے زمین نے بھی گواہی دی اور آسمان نے بھی۔ اس طرح پر میرے لئے آسمان بھی بولا اور زمین بھی کہ میں خلیفۃ اللہ ہوں مگر پیشگوئیوں کے مطابق ضرور تھا کہ انکار بھی کیا جاتا اس لئے جن کے دلوں پر پردے ہیں وہ قبول نہیں کرتے۔ میں جانتا ہوں کہ ضرور خدا میری تائید کرے گا جیسا کہ وہ ہمیشہ اپنے رسولوں کی تائید کرتا رہا ہے۔ کوئی نہیں کہ میرے مقابل پر ٹھہر سکے کیونکہ خدا کی تائید اُن کے ساتھ نہیں۔ اور جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پا کر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔ اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے سو اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا۔ اور میرا یہ قول کہ ’’من نیستم رسول ونیاوردہ اَم کتاب‘‘ اس کے معنی صرف اس قدر ہیں کہ میں صاحب شریعت نہیں ہوں۔ ہاں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے اور ہرگز فراموش نہیں کرنی چاہیے کہ میں باوجود نبی اور رسول کے لفظ کے ساتھ پکارے جانے کے خدا کی طرف سے اطلاع دیا گیا ہوں کہ یہ تمام فیوض بلاواسطہ میرے پر نہیں ہیں بلکہ آسمان پر ایک پاک وجود ہے جس کا روحانی افاضہ میرے شامل حال ہے یعنی محمد مصطفیٰؐ۔ اس واسطہ کو ملحوظ رکھ کر اور اس میں ہو کر اور اس کے نام محمد اور احمد سے مسمّٰی ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں یعنی بھیجا گیا بھی اور خدا سے غیب کی خبریں

پانے والا بھی۔ اور اس طور سے خاتم النبیین کی مہر محفوظ رہی کیونکہ میں نے انعکاسی اور ظلّی طور پر محبت کے آئینہ کے ذریعہ سے وہی نام پایا۔ اگر کوئی شخص اس وحی الٰہی پر ناراض ہو کہ کیوں خدا تعالیٰ نے میرا نام نبی اور رسول رکھا ہے تو یہ اس کی حماقت ہے کیونکہ میرے نبی اور رسول ہونے سے خدا کی مہر نہیں ٹوٹتی۔''

(ایک غلطی کا ازالہ، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 210، 211)

اپنی ایک اور تصنیف میں آپ فرماتے ہیں: ''ہمارا یہ ایمان ہے کہ آخری کتاب اور آخری شریعت قرآن ہے اور بعد اس کے قیامت تک ان معنوں سے کوئی نبی نہیں ہے جو صاحبِ شریعت ہو یا بلاواسطہ متابعت آنحضرت صلعم وحی پاسکتا ہو بلکہ قیامت تک یہ دروازہ بند ہے اور متابعت نبوی سے نعمتِ وحی حاصل کرنے کے لیے قیامت تک دروازے کھلے ہیں۔ وہ وحی جو اتباع کا نتیجہ ہے کبھی منقطع نہیں ہوگی مگر نبوت شریعت والی یا نبوّت مستقلہ منقطع ہو چکی ہے۔''

(ریویو برمباحثہ بٹالوی چکڑالوی، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 213)

۳۔ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ سے مراد خلافت کا وہ سلسلہ ہے جو نبوت کے بعد اسی کے نقشِ پا پر اور اسی کے کاموں کو آگے بڑھانے کے لیے جاری ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس خلافت کا وعدہ مومنین کے ساتھ ان الفاظ میں فرمایا ہے: وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ۪ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَ مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ (سورۃ النور: 56)

یعنی اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنا دے گا۔ جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنا دیا تھا۔ اور جو دین اس نے ان کے لیے پسند کیا ہے وہ ان کے لیے اُسے مضبوطی سے قائم کر دے گا اور ان کے خوف کی حالت کے بعد وہ ان کے لیے امن کی حالت تبدیل کر دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے (اور) کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دیے جائیں گے۔ پھر ایک حدیثِ رسولؐ میں بھی بیان ہوا ہے کہ مَا كَانَتْ نُبُوَّةٌ قَطُّ اِلَّا تَبِعَتْهَا خِلَافَةٌ۔ یعنی ہر نبوت کے بعد خلافت ہوتی ہے۔ (الجامع الصغیر للسیوطی الجزء الثانی صفحہ 126 مطبوعہ مصر 1306 ہجری) ان الٰہی وعدوں کے مطابق پہلے آنحضورؐ کے وصال کے معاً بعد خلافت راشدہ کی صورت میں خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا یہ سلسلہ مومنوں میں قائم ہوا۔ اور پھر اسلام کی نشأۃ ثانیہ میں حضورؐ کی ایک پیشگوئی کے مطابق یہی سلسلہ آپ کے غلام صادق مسیح محمدی کی بعثت کے بعد قائم ہوا۔ چنانچہ ہمارے آقا ومولا حضرت اقدس محمد مصطفیٰؐ نے اپنے ایک ارشاد میں اس خوشخبری کو اس طرح بیان فرمایا ہے۔ حضرت حذیفہ بن یمانؓ کی روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر وہ اس کو اٹھالے گا اور خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھالے گا۔ پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذا رساں بادشاہت قائم ہوگی جس سے لوگ دل گرفتہ ہوں گے اور تنگی محسوس کریں گے۔ جب یہ دَور ختم ہوگا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم وستم کے دَور کو ختم کر دے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ یہ فرما کر آپؐ خاموش ہو گئے۔ (مسند احمد بن حنبلؒ جلد 6 صفحہ 285 مسند النعمان بن بشیر حدیث نمبر 18596 عالم الکتب بیروت 1998ء) اس قرآنی وعدہ اور حضورؐ کے مذکورہ بالا ارشادات میں یہ پیش خبریاں موجود تھیں کہ امت محمدیہ میں اللہ تعالیٰ جہاں خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے سلسلے قائم فرمائے گا وہاں اس کے ساتھ مسلمانوں میں کئی دنیاوی قسم کی بادشاہتیں اور خلافتیں بھی قائم ہوں گی لیکن خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کی نشانی یہ ہوگی کہ وہ خلافت شدت پسندوں کا جواب شدّت پسندی کے رویّے دکھا کر قائم نہیں ہوگی۔ مسلم اُمہ کے دو گروہوں کے درمیان گولیاں چلانے اور قتل وغارت کرنے سے حاصل نہیں ہوگی بلکہ وہ خلافت اللہ تعالیٰ کے رحم کو جوش دلانے سے قائم ہونے والی خلافت ہوگی۔ اور جو خلافت اللہ تعالیٰ کے رحم اور اس کی عنایت کے نتیجہ میں ملے گی وہ نہ صرف اپنے متبعین کے لیے محبت،

پیار اور خوف کے بعد امن کا سامان کرنے والی ہوگی، دین کی مضبوطی کی ضامن ہوگی، اللہ تعالیٰ کی توحید کو دنیا میں قائم کرنے والی ہوگی بلکہ کل دنیا کے لیے بھی امن کی ضمانت ہوگی۔ حکومتوں کو انصاف کرنے اور ایمانداری اختیار کرنے کی طرف توجہ دلائے گی۔ عوام کو ایمانداری اور محنت سے فرائض کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائے گی۔ پس یہ کام جس طرح آنحضورؐ کے بعد قائم ہونے والی خلافت راشدہ نے کیے آپؐ کے روحانی فرزند حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے نتیجہ میں قائم ہونے والی خلافت احمدیہ حقہ اسلامیہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہی کام اس زمانہ میں انجام دینے کی توفیق پا رہی ہے۔

۴۔ جہاں تک منارۃ المسیح کا تعلق ہے تو جس طرح سابقہ انبیاء اور خدا تعالیٰ کے فرستادہ اپنے زمانوں میں پیشگوئیوں کو ظاہری طور پر بھی پورا کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں، اسی سنت انبیاء کی اتباع میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی خدا تعالیٰ کے اذن سے حضورؐ کی درج ذیل پیشگوئی کو ظاہری طور پر پورا کرنے کے لیے اس منارہ کی تعمیر شروع کروائی۔ حضرت نواس بن سمعانؓ ایک لمبی روایت بیان کرتے ہوئے اس میں کہتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا کہ... إِذْ بَعَثَ اللّٰهُ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ۔ یعنی جب اللہ تعالیٰ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو بھیجے گا تو وہ دمشق کے مشرق میں سفید منارہ کے پاس اتریں گے۔ (صحیح مسلم کتاب الفتن واشراط الساعۃ)

حضورؐ کی اس پیشگوئی کو ظاہراً پورا کرنے کے لیے کئی مسلمان بادشاہوں نے اس قسم کے منارہ کی تعمیر کی کوشش کی۔ چنانچہ 461 ہجری میں دمشق میں جامع اموی میں ایک منارہ تعمیر کیا گیا، جسے کئی سال بعد عیسائیوں نے آگ لگا کر تباہ کر دیا۔ بعد کے ادوار میں اس منارہ کو دوبارہ تعمیر کیا گیا لیکن پھر آتش زدگی سے یہ منارہ اور مسجد دونوں جل گئے۔ تیسری مرتبہ 805 ہجری میں شام کے گورنر نے اس منارہ کی تعمیر کا کام شروع کیا اور اسے منارہ عیسیٰ کا نام دیا گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جن کی بعثت قادیان کی بستی جو دمشق کے عین مشرق میں واقع ہے میں ہوئی، آپ نے بھی حضورؐ کی اس پیشگوئی کی ظاہری علامت کو پورا کرنے کے لیے ایک منارہ کی تعمیر شروع کروائی۔ جو بعض نامساعد مالی حالات کی وجہ سے آپ کے عہد مبارک میں مکمل نہ ہوسکی لیکن آپ کے دوسرے خلیفہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت کے ابتدائی دو سالوں میں ہی یہ تعمیر مکمل ہو کر یہ منارہ 1915ء میں اپنی تکمیل کو پہنچا اور آج بھی آپ علیہ السلام کی بعثت کے مقام پر منارۃ المسیح کے نام سے موجود ہے۔ بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام اس منارہ کی تعمیر کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''حدیث نبوی میں جو مسیح موعود کی نسبت لکھا گیا تھا کہ وہ منارہ بیضاء کے پاس نازل ہوگا اس سے یہی غرض تھی کہ مسیح موعود کے وقت کا یہ نشان ہے کہ اس وقت بباعث دنیا کے باہمی میل جول کے اور نیز راہوں کے کھلنے اور سہولت ملاقات کی وجہ سے تبلیغ احکام اور دینی روشنی پہنچانا اور ندا کرنا ایسا سہل ہوگا کہ گویا یہ شخص منارہ پر کھڑا ہے.... غرض مسیح کے زمانہ کے لیے منارہ کے لفظ میں یہ اشارہ ہے کہ اس کی روشنی اور آواز جلد تر دنیا میں پھیلے گی۔ اور یہ باتیں کسی اور نبی کو میسر نہیں آئیں۔ (مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 51 مطبوعہ 2019ء) فرمایا: ''خود اس منارہ کے اندر ہی ایک حقیقت مخفی ہے اور وہ یہ کہ احادیث نبویہ میں متواتر آچکا ہے کہ مسیح آنے والا صاحب المنارہ ہوگا یعنی اُس کے زمانہ میں اسلامی سچائی بلندی کے انتہا تک پہنچ جائے گی جو اس منارہ کی مانند ہے جو نہایت اونچا ہو۔ اور دین اسلام سب دینوں پر غالب آجائے گا اُسی کے مانند جیسا کہ کوئی شخص جب ایک بلند منار پر اذان دیتا ہے تو وہ آواز تمام آوازوں پر غالب آجاتی ہے۔ سو مقدر تھا کہ ایسا ہی مسیح کے دنوں میں ہوگا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ۔ (الصّف:10) یہ آیت مسیح موعود کے حق میں ہے اور اسلامی حجت کی وہ بلند آواز جس کے نیچے تمام آوازیں دب جائیں وہ ازل سے مسیح کے لیے خاص کی گئی ہے اور قدیم سے مسیح موعود کا قدم اس بلند مینار پر قرار دیا گیا ہے جس سے بڑھ کر اور کوئی عمارت اونچی نہیں۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 52 مطبوعہ 2019ء) فرمایا: ''یاد رہے کہ اس منارہ کے بنانے سے اصل غرض یہ ہے کہ تا پیغمبر خداؐ کی پیشگوئی پوری ہو جائے۔ اسی غرض کے لیے پہلے دو دفعہ منارہ دمشق کی شرقی طرف

بنایا گیا تھا جو جل گیا۔ یہ اسی قسم کی غرض ہے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک صحابی کو کسریٰ کے مال غنیمت میں سے سونے کے کڑے پہنائے تھے تا ایک پیشگوئی پوری ہو جائے۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 80 مطبوعہ 2019ء حاشیہ)

۵۔ احادیث میں حضرت عیسیٰ بن مریم کے ظہور کے چالیس سال بعد قیامت آنے کا جو ذکر ہے تو اس میں بھی کئی امور قابل تشریح ہیں جیسا کہ پیشگوئیوں کا خاصہ ہوتا ہے کہ ان میں کئی باتیں تعبیر طلب ہوتی ہیں۔ پس ایک تو خود لفظ قیامت تشریح طلب ہے کیونکہ قرآن کریم اور احادیث نبویہؐ میں قیامت کا لفظ مختلف معانی میں بیان ہوا ہے۔ قیامت کا لفظ اس عالمگیر تباہی کے لیے بھی آیا ہے جب اس دنیا کی صف لپیٹ دی جائے گی۔ ہر انسان کی موت بھی اس کے لیے قیامت ہوتی ہے۔ نبی کا زمانہ بھی دشمنوں کے لیے قیامت کا رنگ رکھتا ہے جب ان کے باطل عقائد کو شکست ہوتی ہے اور حق کو غلبہ عطا ہوتا ہے۔ آنحضورؐ کا عہد مبارک بھی اہل عرب کے لیے ایک قیامت ہی تھا جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ (القمر:2) یعنی (عرب کی) تباہی کی گھڑی آگئی ہے اور چاند پھٹ گیا ہے۔ اسی لیے حضورؐ نے فرمایا کہ میں اور قیامت اس طرح قریب ہیں جس طرح یہ (درمیانی اور شہادت کی) دو انگلیاں۔ (صحیح بخاری کتاب الطلاق) اسی طرح کسی ترقی یافتہ قوم کا تنزل یا کسی مغلوب قوم کا اچانک ترقی پانا بھی قیامت کے معنوں میں آتا ہے۔

حضرت مسیح علیہ السلام یعنی مسیح محمدی کے ظہور کے چالیس سال بعد قیامت کے ذکر پر مشتمل احادیث کا مطلب یہ ہے کہ گزشتہ ہزار سال کے عرصہ میں اور خصوصاً مسیح موعود کی بعثت سے قبل اسلام کی کمزوری اور کس مپرسی کی یہ حالت ہو گئی تھی کہ آنحضورؐ کی یہ پیشگوئی لفظ لفظ پوری ہو چکی تھی کہ يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَبْقَى مِنَ الْإِسْلَامِ إِلَّا اِسْمُهُ، وَلَا يَبْقَى مِنَ الْقُرْآنِ إِلَّا رَسْمُهُ، مَسَاجِدُهُمْ عَامِرَةٌ وَهِيَ خَرَابٌ مِنَ الْهُدَى، عُلَمَاؤُهُمْ شَرُّ مَنْ تَحْتَ أَدِيمِ السَّمَاءِ مِنْ عِنْدِهِمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَةُ وَفِيهِمْ تَعُودُ. یعنی قریب ہے کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آئے کہ جب اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا اور قرآن کریم کے صرف الفاظ باقی رہ جائیں گے۔ ان کی مسجدیں ظاہر میں تو آباد ہوں گی لیکن ہدایت کے لحاظ سے بالکل ویران ہوں گی۔ اس زمانہ کے لوگوں کے علماء آسمان کے نیچے بسنے والی بدترین مخلوق میں سے ہوں گے کیونکہ اُن میں سے ہی فتنے اُٹھیں گے اور اُن میں ہی لوٹ جائیں گے۔ (شعب الایمان للبیہقی فصل قال وینبغی لطالب علم أن یکون تعلمہ... حدیث: 1858) مسلمانوں کے بڑے بڑے علماء اسلام چھوڑ کر عیسائیت اختیار کر رہے تھے اور اسلام پر ہر مذہب کی طرف سے تابڑ توڑ حملے کیے جا رہے تھے اور کوئی شخص ان حملوں کے جواب کے لیے میدان میں نہیں آ رہا تھا۔ سید المعصومین رحمۃ للعالمین حضرت اقدس محمد مصطفیٰؐ کی ذات اطہر اور آپ کی ازواج مطہرات کے خلاف کھلم کھلا گندہ دہنی کی جا رہی تھی۔ اس زمانہ میں آنحضورؐ کی پیشگوئیوں کے عین مطابق آپ کے غلام صادق مسیح محمدی علیہ السلام کی بعثت ہوئی اور آپ نے اسلام پر ہونے والے ہر حملہ کا منہ توڑ جواب دیا اور ہر دشمن اسلام کو میدان سے فرار اختیار کرنا پڑی۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ اسلام کو ایک مرتبہ پھر پوری شان و شوکت عطا فرمائی اور اسے باقی تمام مذاہب پر غالب کر کے دکھایا اور آپ علیہ السلام نے اسلام اور بانیٔ اسلامؐ کی مداح میں برملا فرمایا:

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے
کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلاوے
یہ ثمر باغ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے
ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا
نور ہے نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے
اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا
کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے
تھک گئے ہم تو انہیں باتوں کو کہتے کہتے
ہر طرف دعوتوں کا تیر چلایا ہم نے
آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

پس یہ وہ قیامت ہے جو مسیح محمدی علیہ السلام اور آپ کے بعد قائم

ہونے والی خلافت علی منہاج النبوۃ کے ذریعہ اسلام اور مخالفین اسلام کے لیے ظاہر ہوئی۔جس کے نتیجہ میں اسلام اور بانیٔ اسلامؐ کا نام اور آپ کی پیش کردہ حقیقی تعلیم دنیا کے کناروں تک پہنچی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج بھی اس روحانی جہاد میں دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی ہو رہی ہے اور مخالفین اسلام کی زمین روز بروز گھٹتی چلی جارہی ہے۔اللہ تعالیٰ آپ کی راہنمائی فرمائے، آپ کو حق اور ہدایت کی راہ کو پہچاننے اور اسے قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیشہ اپنے فضلوں سے نوازتا رہے۔آمین

❀❀❀

موقع شناسی

مرزا مظہر جان جاناں کے پاس ایک دفعہ بادشاہ آیا وزیر بھی ساتھ تھا۔ اُسے پیاس لگی۔ پاس جھجری اور آب خورہ رکھے تھے۔ اُس نے آب خورہ لیا اور جھجری سے پانی پی کر اس پر اُسی طرح اُلٹا کر رکھ دیا جس طرح پہلے رکھا تھا مگر کسی قدر ٹیڑھا۔مظہر جان جاناں نے کہا یہ کیسا وزیر ہے جسے آبخورہ بھی رکھنا نہیں آتا۔

یہ تو ان کی طبع کی نزاکت کا حال ہے۔ مگر بات یہ بالکل سچی ہے کہ اگر موقع اور محل کو مدّنظر نہ رکھا جائے تو اعلیٰ سے اعلیٰ بات اور چیز بھی بہت بُری بن جاتی ہے۔

(خطابات شوریٰ جلد1 صفحہ130)

❀❀❀

10 Years
Quality Service
Est. 1992
Study Abroad

Study Abroad

10 Offices Across India

All Services Free of Cost

سٹڈی ابراڈ

Prosper Overseas
Is the India's Leading Overseas Education Company.

About Us

Prosper Overseas is a One STOP SOLUTION to all International Study Needs. Representing over 500 Universitites / Colleges in 9 Countries since last 10 years

Achievements

* NAFSA Member Association, USA.
* Certified Agent of the British High Commission
* Trusted Partner of Ireland High Commission
* Nearly 100% success Rate in Student Admissions in various institutions abroad, Training Classes, and Student Visas.

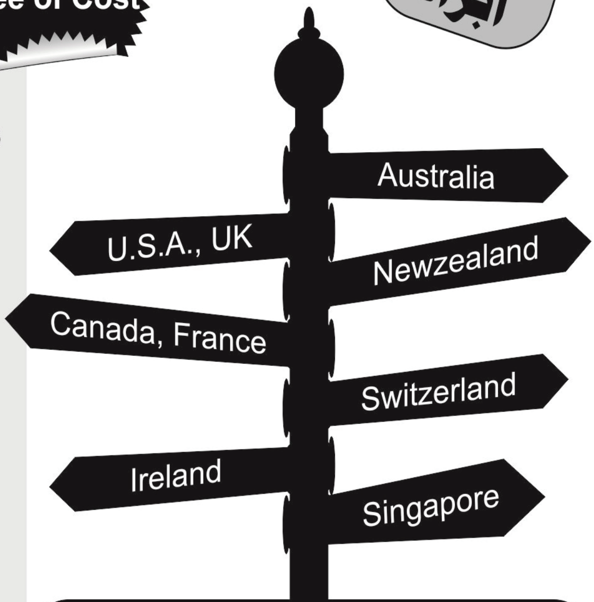

بیرون ممالک میں اعلیٰ پڑھائی کرنے کیلئے رابطہ کریں

CMD : Naved Saigal

Website : www.prosperoverseas.com
e-mail : info@prosperoverseas.com
National helpline : 9885560884

Corporate Office
Prosper Education Pvt. Ltd.
1-7-27/6, Behind Green Park Hotel, Green Lands,Ameerpet,
Hyderabad - 500016, Andhra Pradesh, Phone : +91 40 49108888

DIARY DOSE

ایک واقعہ تو ابھی کچھ روز قبل پیش آیا جس نے محاورۃً نہیں بلکہ حقیقتاً رونگٹے کھڑے کر دیئے۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ایک مجلس سوال وجواب ایم ٹی اے پر نشر کرنا مقصود تھی۔اس مجلس کے سلسلہ میں حضور انور سے ہدایت کی درخواست کرنی تھی۔ میں نے ابھی بات شروع کی کہ ”حضور، حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ایک مجلس سوال وجواب ہے۔یہ کینیڈا میں ہوئی تھی۔۔۔‘

ابھی اسی قدر عرض کی تھی کہ فرمایا”۔۔۔اور وہ مجلس انگریزی زبان میں ہے۔اس میں کسی نے اٹھ کر اردو میں سوال کیا تھا۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اسے کہا کہ مجلس انگریزی کی ہے، انگریزی میں پوچھو۔اور اس نے جس قسم کی انگریزی میں پوچھا تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا کہ یہ تو انگریزی نہیں ہے! یہی والی مجلس ہے نا؟“

اس سوال تک پہنچتے پہنچتے خاکسار مبہوت ہو چکا تھا۔کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ میں نے ابھی صرف یہ عرض کیا تھا کہ ایک مجلس سوال وجواب ہے جو کینیڈا میں ہوئی تھی۔کینیڈا میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی بے شمار مجالسِ سوال وجواب ہیں۔حضور کو کس طرح معلوم ہو گیا کہ میں کیا پوچھنے والا ہوں۔پھر وہ بھی اس قدر تفصیل کے ساتھ۔ایک ایک بات بالکل درست ایسے جیسے ابھی ابھی حضور نے ملاحظہ فرمائی ہو۔ایک ذرہ مبالغہ کے بغیر عرض کروں گا کہ میرے ہوش وحواس معطل سے ہو گئے۔یہ تک پوچھنے کی طاقت نہ تھی کہ حضور! آپ کو یہ سب کیسے پتہ چلا۔پہلے تو یہ معلوم ہو جانا کہ میں کون سی مجلس کے بارہ میں پوچھنے والا ہوں۔پھر وہ پورا واقعہ مجلس کے اس مقام کا تھا جس مقام سے متعلق خاکسار کو رہنمائی کی ضرورت تھی۔پھر واقعہ بھی اس تفصیل کے ساتھ۔ابھی میرا ذہن حیرت میں غوطے کھا رہا تھا کہ ارشاد ہوا”بتاؤ؟ یہی ہے نا؟“

عرض کہ جی حضور، بالکل یہی مجلس ہے۔بالکل یہی بات ہے جس کے آس پاس ہدایت کی ضرورت ہے۔حضور انور کے چہرہ مبارک پر ایک بھرپور مسکراہٹ تھی۔ ادھر میری جو حالت تھی، اسے خوف کہنا چاہیے، گھبراہٹ یا حیرت۔ اب یہ الفاظ لکھتے وقت بھی نہیں معلوم کہ اسے کیا کہا جائے۔ میں نے اس موقع پر جس بے ساختگی سے پوچھا کہ ”حضور، آپ کو کیسے پتہ چلا؟“، اتنی بے ساختگی کی مجال کبھی ہوش کے عالم میں نہیں ہوئی۔ اسی سے اندازہ لگالیں کہ میں کس درجہ حواس باختہ تھا۔صرف اس قدر ارشاد فرمایا کہ ”تم نے کہا کینیڈا کی مجلس ہے۔تو بہت سال پہلے ایم ٹی اے پر یہ مجلس دیکھی تھی۔ میں نے سوچا تم نے اسی کے بارہ میں پوچھنا ہوگا“۔

ادھر میں تھا کہ اب بھی حیرت زدہ۔ بہت حیرت زدہ۔ کچھ خوف زدہ بھی۔متعلقہ بات پر حضور انور نے رہنمائی سے نوازا اور پوچھا کہ ”اور کیا کہتے ہو؟“

ابھی دو تین اور باتیں (اس کے علاوہ) پوچھنے والی تھیں۔ میں نے اپنے کاغذات، اپنے نوٹس ٹٹولے، مگر کچھ سمجھ نہ آیا کہ کیا ڈھونڈ رہا ہوں، کیا کر رہا ہوں۔ اوپر نظر اٹھی تو حضور اپنے کام میں مصروف تھے اور چہرہ مبارک پر اب بھی ایک پرسکون مسکراہٹ تھی۔ اجازت چاہی، اور باہر آ گیا۔باہر نکل کر لگا کہ کسی اور دنیا سے اس دنیا میں واپسی ہوئی ہے۔جس جس کو یہ بات بتائی، سب حیرت زدہ تھے، کہ یہ ممکن کس طرح ہے؟ بعض نے تو یہ بھی کہا کہ ضرور تم نے کچھ نہ کچھ اشارہ تو دیا ہوگا۔ مگر انہیں یقین دلاتا رہا کہ میں نے کوئی بھی کسی بھی قسم کا اشارہ نہیں دیا۔اگر کینیڈا کہہ دینا کوئی اشارہ ہے تو یہ تو کوئی اشارہ نہ ہوا۔ وہاں تو درجنوں مجالسِ سوال وجواب ہوئیں۔ یہ کیسے ہوا، کیا ہوا، میں تو کچھ بھی کہنے کے لائق نہیں۔ البتہ یہ ضرور ہوا اور میں اس بات کا عینی شاہد ہوں۔ بلکہ یہ میرے سامنے میرے ساتھ ہوا۔ بس اسقدر جانتا ہوں کہ وہ کوئی ایسی گھڑی تھی جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فرستادہ پر اپنے خاص علم کی ایک کھڑکی کھولی تھی۔ میں اپنی خوش نصیبی سمجھتا ہوں کہ میں نے کم از کم اس ایمان افروز واقعہ کا مشاہدہ ہی کر لیا۔

(بحوالہ وہ جس پہ رات ستارے لئے اترتی ہے قسط 2 از آصف محمود باسط صاحب)

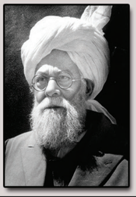

فتاویٰ مصلح موعودؓ

لڑکی کو نکاح سے پہلے دیکھنا

پھر اسلام نے اس کے متعلق بھی کئی اصول مقرر کئے ہیں مثلاً عورت کا مہر مقرر کرنا اور پھر عورت کو شادی سے پہلے دیکھنا تاکہ بعد میں جو فتنے پیدا ہو سکتے ہیں وہ نہ ہوں۔ شادی کے موقع پر جب سب باتیں رشتہ داروں میں طے ہو جائیں تو لڑکی کو دیکھ لینا بہت سے فتنوں کا سد باب کر دیتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک نوجوان نے کسی لڑکی سے شادی کرنی چاہی۔ لڑکی والوں کے سب حالات اسے پسند تھے۔ اس نے لڑکی کے باپ سے کہا کہ مجھے اور تو سب باتوں سے اتفاق ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں لڑکی کو بھی دیکھ لوں۔ اس وقت پردہ کا حکم نازل ہو چکا تھا۔ لڑکی کے باپ نے کہا میں ایسا کرنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ وہ نوجوان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور اس نے عرض کیا کہ میں فلاں لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہوں اور تو مجھے سب باتیں پسند ہیں۔ میں صرف لڑکی کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ میں نے لڑکی کے باپ سے اس کا ذکر کیا تھا مگر اس نے لڑکی دکھانے سے انکار کر دیا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے جو کچھ کیا ہے غلط کیا ہے۔ شادی کے متعلق اگر سب باتیں طے ہوگئی ہیں تو تم لڑکی کو دیکھ سکتے ہو۔ (الفضل ۱۲ جولائی ۱۹۵۹ء نمبر ۱۵۴ صفحہ ۳) ❁❁❁

EXIDE
MUJEEB AHMED
Prop.
LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE
EXIDE Loves Cars & Bikes
Dealers in : EXIDE BATTERIES & INVERTERS
M.S. AUTO SERVICE

M.S. AUTO SERVICE
3-4-23/4, Bharath Building,
Railway Station Road, Kacheguda,
Hyderabad - 500027. (T.S.)
Cell : 9440996396,9866531100.
KOHINOOR PRESS
INDIA MOVES ON EXIDE

MISHKAT ARCHIVES

دوماہی مشکوٰۃ جولائی، اگست

1987

مکرم مولوی حمید الدین صاحب شمس انچارج مبلغ حیدرآباد دفتر مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد میں
نامور کرکٹ کھلاڑی مسٹر اظہر الدین کو قرآن مجید اور احمدیہ لٹریچر کا تحفہ پیش کرتے ہوئے

HEALTH & FITNESS CORNER

اپھارے کا علاج کیسے کیا جائے؟

طبی ماہرین کے مطابق پیٹ کے پھولنے اور گیس بھر جانے کو اپھارہ کہتے ہیں، یہ شکایت اس وقت سامنے آتی ہے جب معدے کی نالی ہوا یا گیس سے بھر جائے، ایسی حالت جس میں پیٹ بھرا ہوا اور تنگ محسوس ہوتا ہے وہیں بہت سے لوگوں کو جسم میں سوجن بھی محسوس ہونے لگتی ہے۔ طبی ماہرین کا بتانا ہے کہ اپھارہ زیادہ دیر بیٹھے رہنے، بہت زیادہ، بغیر چبائے کھانا کھانے اور مسالوں کے استعمال سے گریز کر کے اس شکایت سے بچا جا سکتا ہے۔ اپھارہ ختم کرنے کے لیے درج ذیل جڑی بوٹیوں اور مسالوں سے مدد لی جا سکتی ہے۔

(سونف، زیرہ، اجوائن، ادرک، پودینہ)

❁❁❁

the Almighty has stated, such kindness goes to waste. Then, there are also others who, after showing kindness, put pressure on others to return the favour. Sometimes, such pressure exceeds the kindness that they showed. One must also avoid such behaviour in order to reap the blessings of their goodness.

The Promised Messiah (as) explains that all three stages of goodness should be demonstrated at an appropriate and corresponding time and place. These virtues are not applicable in all scenarios. Sometimes, the kindness shown is more than required. It is like a rain that is too harsh and destroys the crops rather than providing any benefit. Thus, Allah the Almighty instructs us to be mindful of the situation and ponder over when justice, kindness and giving like kindred is most appropriate.

In this regard, the Promised Messiah (as) narrates a personal incident. In Sialkot, there was a man who disputed with everyone to the extent that even his own family was fed up with him. The Promised Messiah (as) treated him well, and as a result, he too treated the Promised Messiah (as) with kindness. There was an Arab who visited the Promised Messiah (as) who was severely opposed to Wahhabis. When Wahhabis were even mentioned, he would slander and malign them. However, the Promised Messiah (as) treated him well and disregarded his slander. One day, the Arab was enraged and openly slandered Wahhabis. Someone told the Arab that the person he was being hosted by [i.e., the Promised Messiah (as)] was also a Wahhabi. Upon this, the Arab fell silent.

The Promised Messiah (as) explained that it is not wrong for him to be referred to as a Wahhabi, because he believes that after the Holy Qur'an, it is the Hadith that should be adhered to. After that incident, the Promised Messiah (as) encountered that Arab one day in Lahore. Although he did harbour some enmity towards Wahhabis, his rage toward them had cooled and he greeted the Promised Messiah (as) with great love. He insisted that the Promised Messiah (as) accompany him to his mosque and served him as a servant. Thus, the Promised Messiah (as) showed how kindness can change a person.

The Promised Messiah (as) states that morals are of two kinds: Firstly, there are the morals presented by those educated in this modern era, who are apologetic and agreeable upfront, but harbour opposition in their hearts. Such morals are opposed to the Holy Qur'an. Secondly, there are morals that teach true compassion and to rid the heart of hypocrisy. One should not be insincere and be baselessly agreeable.

The Promised Messiah (as) states that we should not limit our scope of goodness and expand it. We should scale the ranks of goodness until we reach virtue that is selfless and exemplifies a mother's love for her child. Even if a king were to instruct a mother not to feed her child, she would reproach the king without any fear. Such should be our level of goodness and kindness.

His Holiness (aba) said that the Promised Messiah (as) has, in his writings and the gatherings he attended, mentioned these virtues in great detail. He spoke on the salient features of Islam, and the virtues mentioned today were amongst those virtues.

In the end, His Holiness (aba) prayed that may Allah the Almighty enable us to act upon these teachings and progress in demonstrating our love to others to the extent that we become exemplary in the world. May we do justice to our pledge of allegiance by acting upon these teachings. By hearing the words of this verse every Friday, may we be reminded of our responsibilities as mentioned by the Promised Messiah (as) with great pain.

His Holiness (aba) also instructed that we should pray for the Ahmadis in Pakistan and the conditions they are facing. We as Ahmadis will continue to demonstrate virtues and kindness in the face of their Satanic plots and ploys. May Allah enable us to continue to do so and strengthen our faith. May Allah also punish those who are not capable of reformation. It is when we develop a close relationship with Allah the Almighty that we will see the ruin of the enemy come about. ...***

His creation.
The Promised Messiah (as) states that what differentiates that stage of 'kindness' and 'kindred' or the second and third stage is that at the second stage, one may show kindness to others and expect something in return. This kindness originates from the kindness of others and should be more than what was received. One may also openly profess that they had treated others with kindness. However, at the third stage, one moves away from this and becomes selfless in showing kindness.
The Promised Messiah (as) states that one should treat others as though they are truly related to them. If one shows someone kindness, sometimes they also mention that they were kind and bring up their acts of kindness. Conversely, a mother never brings up the favours and love she showed to her child. Our treatment of others should be like that of a mother's to her child.
The Promised Messiah (as) states that in simple terms, 'justice' means to give back what you received. 'Kindness' means to return more than what you received. And finally, 'giving like kindred' refers to treatment that is unconditional.
Furthermore, the Promised Messiah (as) explains that at the stage of 'justice', one has to battle themselves and bring about reformation. To reform the self that incites to evil, the stage of 'justice' must be attained. For example, if one is in debt to another, the self desires that the debt that is owed is forgotten; one tries to usurp the right of the other. However, one should be aware that Allah the Almighty is watchful over their every action.
His Holiness (aba) mentioned that in matters of lending money, sometimes people unnecessarily trust others. Allah the Almighty commands us to bring every matter relating to lending money into writing and draft a formal contract. This can save matters from falling into trouble. A believer should be mindful of this.
The Promised Messiah (as) states that Islam puts great emphasis on paying your debts. In fact, the Holy Prophet (sa) would not offer the funeral prayer of a person who had fled from paying their debts. Thus, by adopting the teaching of 'justice', one can overcome such ills and vices. Thereafter, one is enabled to progress to a higher stage of virtue known as 'kindness'. However, even at this stage, one may boast about the goodness and kindness they show to others. Once one is able to overcome this and forgo their boastfulness, then they progress to the final stage. At this stage, one treats others with goodness just as a mother raises her child. A mother has no selfish desire in the upbringing of her child, she bears pain so that her child can be comfortable, her love for her child is pure and selfless.
The Promised Messiah (as) states that Allah the Almighty desires for us to reach the highest stage of goodness, which is 'giving like kindred.' Allah the Almighty desires for us to become sincere and selfless in our goodness. Our every action should only seek the pleasure of God. The Promised Messiah (as) states that such a lofty and perfect teaching cannot be found anywhere else. The Torah, nor the Gospels contain such a teaching, and it is only the Holy Qur'an that imparts this teaching.
The Promised Messiah (as) explains that one must also be intelligent in showing kindness. Without fully assessing the situation, or where kindness is not necessary, one must not be unrestricted in showing kindness. Similarly, one must show kindness when it is due. There must also be an appropriate measure of kindness as well, and every situation varies. Thus, one must employ wisdom in this as well.
In respect to those who boast about their kindness, the Promised Messiah (as) cites a verse of the Holy Qur'an.
'O ye who believe! render not vain your alms by taunt and injury, like him who spends his wealth to be seen of men, and he believes not in Allah and the Last Day.' (The Holy Qur'an 2:265)
The Promised Messiah (as) explains that once we begin to flaunt our kindness, it does not remain a virtue. Many who show kindness and benevolence to others often flaunt their goodness and expect gratitude in return. As Allah

Such kindness should be natural and emerge from the heart like the love that exists between family and relatives. This is the highest form of love for humankind which is free and pure from any selfishness and ulterior motives. His Holiness (aba) stated that this is the standard we should demonstrate amongst one another, and then extend this love to others.

Then, in respect to the rights of Allah, the Promised Messiah (as) states that the aforementioned verse instructs us to give God His due rights because He has created you and provided for you. Due to this, He is rightfully deserving of our worship. Furthermore, one should go above and beyond this and be obedient to Him, which is the second stage.

The Promised Messiah (as) explains that at the stage of 'kindness', one remembers the favours of the one who has been kind to him. In this respect, when we demonstrate 'ihsan' or 'kindness' toward God, His attributes are in front of us.

The Promised Messiah (as) then explains that those who are obedient to Allah the Almighty are of three types: Firstly, there are those who, because their sight is hindered, are unable to discern the favours of Allah the Almighty to their fullest. Either their sight is hindered, or they rely more heavily on material means. The insight they lack can be attained if one, as is required at the stage of 'kindness', ponders over the favours of God. When one ponders over the favours of God, the heart becomes enlivened in God's love.

Many people only accept God as their Creator as a formality and do not truly understand the depths of what they believe in. The reason for this is because of their heavy reliance on material means, which causes God's true countenance to become obscure. Such flawed understanding is plagued with worldliness and cannot reveal the true nature of God. An individual such as this only offers religious obligations as a formality and not from the heart. Even with such people, Allah the Almighty shows mercy and accepts their state.

Secondly, after one's inclination moves from material means to the favours of God, then one becomes completely reliant on God. At this stage, material means have no importance, and one trusts God completely. Many people give importance to their own strength and capabilities, or to the help of others, but a person who reaches this stage realises that everything materialises because of God and God alone.

The Promised Messiah (as) states that at this stage, one does not perceive God to be invisible or unseen, but truly perceives Him and Present before themselves. One's worship completely transforms and when in prayer, one can see God before themselves. This stage of worship is known as 'ihsan' in the Holy Qur'an.

The Promised Messiah (as) states that there is a stage above 'ihsan' known as 'giving like kindred'. When one continues to ponder over and witness the power and attributes of God and is persistent in their worship and effort to attain His love, eventually, such a person will become completely absorbed in the love of God that resembles a personal relationship. At this stage, one's worship is not solely based on the love that is borne out of witnessing the favours of God, rather, this love originates from the heart as something personal and beloved.

Worship at this stage is not to ask or beseech God for something, but resembles the relationship that a child enjoys its their parents. It is for this reason that at another place in the Holy Qur'an, Allah the Almighty states:

'Celebrate the praises of Allah as you celebrated the praises of your fathers, or even more than that.' (The Holy Qur'an, 2:201)

His Holiness (aba) states that at this stage, one's love for God becomes pure. The Promised Messiah (as) explains that at the third stage, one does not strive to fulfil their own pleasures and desires, but instead strives for the pleasure of God. Furthermore, the Promised Messiah (as) said that such people, out of their love for God, serve humanity in a most loving manner and as a result, they expect nothing in return except the pleasure and attention of God. Thus, such a relationship with Allah should not only result in the demonstration of love only to God, but also to

Summary of the Friday Sermon delivered by Hadrat Khalifa-tul-Masih V (May Allah be his Helper)on 05th May 2023

After reciting Tashahhud, Ta'awwuz and Surah al-Fatihah, His Holiness, Hazrat Mirza Masroor Ahmad (aba) recited the following verse of the Holy Qur'an.

'Verily, Allah enjoins justice, and the doing of good to others; and giving like kindred; and forbids indecency, and manifest evil, and wrongful transgression. He admonished you that you may take heed.' (The Holy Qur'an, 16:91)

Following this, His Holiness (aba) stated that this verse is recited as the second sermon every Friday and on both occasions of Eid. In it, Allah the Almighty gives instructions on what one ought to do, and what one ought to abstain from. For a true believer to strengthen their faith, it is necessary for them to tread upon the commandments of Allah the Almighty, otherwise a Muslim cannot become a true believer.

In respect to the virtues mentioned in this verse, His Holiness (aba) said that he would mention what the Promised Messiah (as) has stated. The Promised Messiah (as) has mentioned these virtues from varying perspectives, ranging from the mutual relationships between humans to demonstrating justice, kindness and kinship with Allah the Almighty.

The Promised Messiah (as) explains this verse in great detail which help a believer understand what it means to truly connect with God and takes a believer to new heights of faith. This verse and the commentary of the Promised Messiah (as) contain a blueprint for us to create a society that fulfils both the rights of humankind and the rights of God. It is unfortunate that in these days, the world as a whole – including the Muslim world – is bent on usurping the rights of others. Although Muslims profess the teachings of Islam, many of them around the world have fallen prey to such ills.

The Promised Messiah (as) states that it is ordained by God that one should be just to Him and His creation, or in other words, fulfil their rights. If one can go beyond this, one should not only demonstrate justice, but also demonstrate kindness as though one truly perceives them. Furthermore, if one can go beyond this, then one should treat both God and His creation selflessly and with no expectation of recompense, similar to one who is selfless due to a relation.

The Promised Messiah (as) then states that one should always be mindful of their relationship and obedience to God. One should regard God as One and without any partner, and regard Him as the only One worthy of worship. This is a relationship with Allah that demonstrates justice. He is the Lord, the Nourisher and Provider, and so this is His due right. It is His right that we love Him and obey Him and Him alone. To do so is justice to God.

If one wants to go beyond this rank, then one must demonstrate 'ihsan' or 'kindness', which means to truly realise God's greatness and become absorbed in His beauty as though one has witnessed Him firsthand. One cannot show kindness to God, so to show kindness to God means to become utterly absorbed in His love and worship as though you have truly witnessed His power and attributes.

The Promised Messiah (as) then states that the rank above this is that of kinship. Before this rank, one has to exert effort and strive. However, in this stage, one is removed of all formalities and exertion, and this love for God becomes natural, similar to the love of kindred. This love is selfless.

In respect to humans, justice means to show your fellow human beings justice, to give them their due rights and to seek your due rights from them in a just manner. The next stage is kindness. If one is ill towards you, you show them kindness and mercy. In this stage, you demonstrate kindness to others irrespective of their behaviour toward you. The next stage is that of kindred. In this stage, all the kindness and compassion shown to others becomes selfless and there is no expectation of recompense, nor is there any selfish desire in mind.

وقارِ عمل مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ حیدر آباد تلنگانہ

تعلیمی کلاسز مجلس اطفال الاحمدیہ حیدر آباد تلنگانہ

تربیتی اجلاس مجلس خدام الاحمدیہ عثمان آباد مہاراشٹرا

تربیتی کیمپ مجلس خدام الاحمدیہ کیرنگ اڈیشہ

وقارِ عمل مجلس خدام الاحمدیہ جمشید پور جھارکھنڈ

فٹ بال ٹورنامنٹ مجلس خدام الاحمدیہ دھوواں ساہی اڈیشہ

دھوواں ساہی اڈیشہ کے خدام راہگیروں کو پانی پلاتے ہوئے

Registered with Registrar of Newspapers of India at PUNBIL/2017/74323 Postal Registration No: GDP-46/2021-23
Annual Subscription: ₹220 (20/copy) By Air $50 Weight: 40-100 grams/Issue

Monthly MISHKAT Qadian

Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya Bharat

PH: +91-1872-220139 FAX: 222139 E-mail: mishkatqadian@gmail.com

Chairman: K. Tariq Ahmad
Editor: Niyaz Ahmad Naik +91-9779454423
Manager: Syed Abdul Hadee +91-9915557537

Volume 7 July 2023 CE Issue 07

Published on 14th September 2023

نماز کے بعد سب سے عظیم عبادت تبلیغ ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں:

جو شخص مامور من اللہ ہو کر دنیا میں مبعوث ہوتا ہے اس کے لئے بعد نماز ہائے پنجگانہ کے سب عبادات سے عظیم ترین عبادت تبلیغ ما انزل اللہ الیہ ہوتی ہے کما قال اللہ تعالی یَا أَیُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ وَاللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ إِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكَافِرِینَ (المائدہ) اب اس چودھویں صدی میں ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ حسب وعدہ الٰہی مندرجہ قرآن مجید و بموجب حدیث صحیح کے کوئی مجدد اس سر صدی پر بھی پیدا ہوا ہے یا نہیں؟ تو مانند شمس نصف النہار کے بڑی شہرت کے ساتھ اس دعوی اور مدعی کو موجود پاتے ہیں کہ ایک شخص معظم یعنی حضرت اقدس مرزا غلام احمدؑ اس عبادت تبلیغ کو بعد نماز ہائے پنجگانہ کے ایسی جان توڑ کوشش کے ساتھ ادا کر رہے ہیں کہ تمام اقطار ارض میں ان کی تبلیغ پہنچ گئی ہے اور ان کی تبلیغ سے نہ یورپ محروم اور نہ امریکہ روس اور نہ جاپان۔

(الحکم جلد ۱۰ نمبر ۳۸ نومبر ۱۹۰۲ صفحہ ۳ تا ۵)

Printed and Published by Mohammad Nooruddin M.A, B.Lib and owned by Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya Bharat, Qadian and Printed at Fazl e Umar Printing Press, Harchowal Road, Qadian, Distt-Gurdaspur, 143516, Punjab, India and Published at Office Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya Bharat, P.O Qadian, Distt-Gurdaspur, 143516, Punjab, India. **Editor:** Niyaz Ahmad Naik